بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 70

شمارہ 28

ایڈیٹر: منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 800 روپے

بیرونی ممالک: بذریعہ ہوائی ڈاک 50 پاؤنڈیا 80 ڈالرامریکن یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

4/ذوالحجہ 1442 ہجری قمری • 15/وفا 1400 ہجری شمسی • 15/جولائی 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَوۡ اَنَّ اَہۡلَ الۡکِتٰبِ

اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَکَفَّرۡنَا عَنۡہُمۡ

سَیِّاٰتِہِمۡ وَلَاَدۡخَلۡنٰہُمۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ

(سورۃ المائدہ:66)

ترجمہ: اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی بُرائیاں ان سے دُور کر دیتے اور ہم ضرور انہیں نعمتوں والی جنتوں میں داخل کر دیتے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 9/جولائی 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے نہایت بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے

یعنی وہ تمام کمالاتِ متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے، کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر آپ طبعاً خاتم النّبیین ٹھہرے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ خاتم النّبیین

ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا، جو خاتم المومنین، خاتم العارفین اور خاتم النّبیین ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکُتب اور خاتم الکُتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النّبیین ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم ہوگئی۔ تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابلِ فخر نہیں ہوتا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالاتِ متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے، کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی۔ وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر آپ طبعاً خاتم النّبیین ٹھہرے اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں، وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکُتب ٹھہرا۔

ہم بصیرتِ تام سے رسول اللہ کو خاتَم النّبیین مانتے ہیں

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں، اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور اُس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔

دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اُس کا کمال ہو جاتا ہے جب کہ اُسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔ جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یونسؑ بن متّیٰ پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہئے، اُنہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی اُن کو نہیں ہے۔ باوجود اس کمزوریٔ فہم اور کمیٔ علم کے ہم کو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور اُن پر کیا افسوس کروں۔ اگر اُن کی یہ حالت نہ ہوگئی ہوتی اور وہ حقیقت اسلام سے بکلّی دور نہ جا پڑے ہوتے، تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہوگئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں، ورنہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ اہل حق سے عداوت کرتے جس کا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 311 تا 313، مطبوعہ 2018 قادیان)

توحید اور شرک کے دَور دنیا پر آتے رہتے ہیں اور موحد قومیں مشرک ہوجاتی ہیں اور مشرک موحد ہوجاتی ہیں

ہمیشہ توحید کا دَور شرک کے دَور سے پہلے ہوتا ہے، اس اصل کے ماتحت توحید کو الہامی اور شرک کو تنزل کا ایک مقام تسلیم کرنا پڑتا ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ ابراہیم آیت نمبر 36 وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰہِیۡمُ رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا الۡبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجۡنُبۡنِیۡ وَبَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اس امر کا علم رکھتے تھے کہ مکہ کے علاقہ میں شرک پھیلنے والا ہے۔ تبھی تو انہوں نے دعا کی کہ خدایا مجھے اور میری اولاد کو شرک سے ایک طرف رکھیو۔ ورنہ جس وقت دعا کی گئی تھی مکہ میں شرک کا نام ونشان نہ تھا۔ صرف حضرت اسمٰعیلؑ کا گھر آباد تھا یا وہ لوگ بستے تھے جو ان کے تابع تھے۔

اس دعا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ توحید اور شرک کے دور دنیا پر آتے رہتے ہیں اور موحد قومیں مشرک ہو جاتی ہیں اور مشرک موحد ہو جاتی ہیں اور توحید کے اعلیٰ مقام پر پہنچی ہوئی قوم کی نسبت بھی نہیں کہا جاسکتا کہ اب وہ شرک کے اثر سے محفوظ ہوگئی ہے۔ اس تعلیم سے اس خیال کا رد ہوتا ہے جو موازنہ مذاہب والے لوگ پیش کرتے ہیں۔ یعنی توحید شرک سے ترقی کرتے کرتے پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کے بعد شرک اور شرک کے

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زکوٰۃ غرباء کا حق

(1395) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: انہیں اس شہادت کی طرف دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں۔ پس اگر وہ یہ مان لیں تو پھر انہیں (یہ) بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو بھی مان لیں، پھر انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر اُن کے مالوں میں صدقہ بھی فرض کیا ہے جو اُن کے مالداروں سے لیا اور ان کے محتاجوں کی طرف لوٹایا جائے گا۔

وہ کام جو جنّت میں لے جائے

(1396) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: مجھے کوئی ایسا کام بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ لوگوں نے کہا: اسے کیا ہوا ہے؟ اسے کیا ہوا ہے؟ (یعنی اسکے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت بڑی ضرورت ہے۔ (تمہیں چاہئے کہ) اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز سنوار کر ادا کرو اور زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔

(بخاری، جلد 3، کتاب الزکاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 25/جون 2021ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

خطبہ عید الفطر حضور انور فرمودہ 2021 (مکمل متن)

اہم سوالات کے جوابات: از حضور انور ایدہ اللہ

اطفال الاحمدیہ کینیڈا سے حضور انور کی ورچوئل ملاقات

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب | ملکی رپورٹیں

ذکر خیر واعلانات | خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

مولوی عبدالحق غزنوی کیلئے پانچ سو روپے کا انعام
اگر کوئی منصف قسم کھالے کہ مباہلہ کے بعد عبدالحق کی ذلّت نہیں ہوئی

عبدالحق کیلئے قدرت کی طرف سے ایک خاص ذلت کا سامان

مباہلہ کا اثر دکھانے کے لئے پیشگوئی کی کہ لڑکا ہوگا مگر کچھ بھی نہیں ہوا

مولوی عبدالحق کی جہالت اور نادانی پر ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ مولوی کہلا کر یہ جہالت اور نادانی اللہ بچائے ایسی بے وقوفی اور حماقت سے۔ مولوی عبدالحق غزنوی ملہم کہلاتا تھا اور بڑے بڑے پڑھے لکھے نادان لوگ اس کے معتقد اور پیروکار تھے تو پھر یہ بے وقوفی اور جہالت اس میں کہاں سے آگئی۔ یہ یقیناً نبی کی مخالفت کا نتیجہ تھا، مباہلہ کے بعد اس نے دعویٰ کیا کہ میرے لڑکا ہوگا۔ اس نے خیال کیا کہ لڑکے تو ہوتے رہتے ہیں۔ لڑکوں سے کون سا گھر خالی ہے سوائے شاذ و نادر کے۔ میرے گھر بھی لڑکا ہوجائے گا اور اس کے نتیجہ میں میرے لئے بھی کچھ کہنے کو ہوگا کہ دیکھو مباہلہ کا اثر، مَیں نے کہا تھا میرے لڑکا ہوگا، اور لڑکا ہوگیا۔ افسوس اس کی عقل پر کہ لڑکا تو بہت دُور کی بات ہے اللہ کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہلتا۔ اس کو اتنی بھی عقل نہ آئی کہ اللہ اگر نہ چاہے تو پھر لڑکا کیونکر پیدا ہوسکتا ہے۔ یہ تکبر سے ملا ہوا جھوٹ تھا یا اپنے معتقدین میں جھوٹی سُرخروئی حاصل کرنے کیلئے انتہائی بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں کہا ہوا جھوٹ؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر تکبر میں کہا ہوا جھوٹ تھا تو پھر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ضرور پیش کریں گے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ’’یاد رہے کہ تکبر کو جھوٹ لازم پڑا ہوا ہے بلکہ نہایت پلید جھوٹ وہ ہے جو تکبر کے ساتھ ملکر ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ متکبر کا سب سے پہلے سر توڑتا ہے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام رُوحانی خزائن جلد 5 صفحہ 599) سو اللہ تعالیٰ نے اس کا تکبر اور غرور سب چکنا چور کردیا۔ یونہی فضول گوئی کے طور پر دعویٰ کر بیٹھا کہ لڑکا ہوگا مگر سالہا سال گزر جانے کے بعد بھی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ عبدالحق نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ اُس کو خدا نے بتایا ہے، بس یونہی یاوہ گوئی کے طور پر ایک بات کہہ دی تھی۔ لیکن اس کے مقابل سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر پیشگوئی فرمائی کہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ بیٹا عطا کرے گا اور عبدالحق نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے نہ دیکھ لے۔ آپؑ نے ڈنکے کی چوٹ سے اس پیشگوئی کا اعلان کیا۔ اپنی مختلف کتب میں اس پیشگوئی کی اشاعت فرمائی اشتہارات شائع کئے۔ پس یہ عبدالحق کی ایک خاص ذلت تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوئی اور عبدالحق نے اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھا لیکن اس کی اپنی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ کیسی حسرت کی آگ اس کے سینے میں سلگ رہی ہوگی اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اس ضمن میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ آپؑ کی بعض کتب سے پیش کریں گے۔

مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کہ عبدالحق غزنوی اولاد سے بےنصیب رہے گا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’میں نے اپنی کتاب انوارالاسلام میں بطور پیشگوئی یہ بھی عبدالحق پر ظاہر کیا تھا کہ وہ اولاد سے بےنصیب رہے گا۔ اس کو چاہئے کہ ہر ایک قسم کی کوشش اور ہمت کرکے ہماری اس پیشگوئی کو ردّ کردے اور مباہلہ کے اثر کو ٹال دے۔ چنانچہ وہ اب تک ابتر ہے اور اس تاریخ تک کہ 28 / ستمبر 1906ء ہے باوجود تیرہ برس گزرنے کے روز مباہلہ سے اب تک اولاد سے محروم ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 365، حاشیہ)

اگر مُردہ لڑکی بھی پیدا ہوجائے تو ہم اسے مباہلہ کا اثر تسلیم کرلیں گے

اب ہم دیکھتے ہیں کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی عبدالحق غزنوی کے ابتر رہنے کے متعلق اپنی کتاب انوارالاسلام میں کیا پیشگوئی فرمائی تھی اور آپؑ کے الفاظ کیا تھے؟ بات یہ ہے کہ مباہلہ کے بعد عبدالحق غزنوی کا بھائی فوت ہوگیا تو اس کی بیوہ سے عبدالحق نے شادی کرلی اور اس سے بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا اور اشتہار بھی دیا۔ کتاب انوارالاسلام میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو ملنے والی تائید و نصرت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا :

’’یہ تائیدات الٰہی ہیں، یا یہ کہ حقیقی بھائی مرا اور اس کی بے چاری بیوہ عورت کو اپنی طرف گھسیٹ لیا اور باکرہ کے ملنے سے ساری عمر ہی نامراد رہے۔ واہ ری برکات اور واہ ری شرم۔ اور ابھی اس بیوہ سے اولاد ہوئی نہیں پہلے سے دعویٰ ہے کہ ضرور ہوگی۔ پھر ابھی سے اس خیالی پلاؤ کو مباہلہ کا اثر بھی سمجھ لیا ہے **واہ رے شیخ چلی کے بڑے بھائی**۔ ہاں یہ واجب ہے کہ **اولاد کے لئے دن رات ہمت کرتے رہو پھر اگر کوئی مُردہ لڑکی ہی پیدا ہو تو بےشک کہہ دینا کہ مباہلہ کا اثر ہے** افغانی جرگہ میں یہ بات سنی جائے گی۔‘‘ (انوارالاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 40)

یہ تھی سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کہ ’’اولاد کے لئے دن رات ہمت کرتے رہو **پھر اگر کوئی مُردہ لڑکی ہی پیدا ہو تو بےشک کہہ دینا کہ مباہلہ کا اثر ہے**۔‘‘

اللہ اللہ کیا ہی پُرشوکت پیشگوئی ہے کہ دن رات ماہ و سال ہمت کرتے رہو لڑکا تو کیا لڑکی بھی پیدا نہیں ہوگی اور زندہ تو کیا مُردہ بھی پیدا نہیں ہوگی۔ اگر مُردہ بھی پیدا ہوگئی تو ہم اسے مباہلہ کا اثر سمجھ لیں گے۔ یہ پیشگوئی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی عبدالحق غزنوی کے ہاں کچھ بھی پیدا نہیں ہوا۔ اس ضمن میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ارشادات عالیہ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

مسیح موعودؑ کے چوتھے بیٹے کا نشان عبدالحق غزنوی کو دکھایا گیا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

عبدالحق غزنوی نے اپنے بیہودہ اشتہار میں مباہلہ میں فتح یاب ہونے کا بہت سوچ فکر کے بعد یہ حیلہ نکالا تھا کہ بھائی کے مرنے سے اس کی بیوی میرے قبضہ میں آئے اور یہ بھی اشارہ کیا تھا کہ آئندہ لڑکا پیدا ہونے کی امید ہے۔ اس کے جواب میں ہم نے اپنے رسالہ انوارالاسلام میں لکھ دیا تھا کہ بھائی کا مرنا اور اس کی ضعیفہ بیوہ کو نکاح میں لانا کوئی مراد یابی کی بات نہیں بلکہ اس کا ذکر کرنا ہی جائے شرم ہے وہ ضعیفہ جو اپنی جوانی کا اکثر حصہ کھا چکی تھی اس کو نکاح میں لاکر تو ناحق عبدالحق نے روٹی کا خرچ اپنے گلے ڈال لیا۔ اب معلوم ہوا ہوگا کہ ایسے بے ہودہ نکاح سے دکھ خریدا یا خوشی ہوئی۔ باقی رہا لڑکا پیدا ہونا اس کا عبدالحق نے اب تک کوئی اشتہار نہیں دیا شاید وہ پیٹ کے اندر ہی اندر گم ہوگیا۔ یا بموجب آیت فرقانی لڑکی پیدا ہوئی اور منہ کالا ہوگیا۔ لیکن ہمیں خدا تعالیٰ نے عبدالحق کی یاوہ گوئی کے جواب میں بشارت دی تھی کہ تجھے ایک لڑکا دیا جائے گا۔ جیسا کہ ہم اسی رسالہ انوارالاسلام میں اس بشارت کو شائع بھی کرچکے سو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃِ کہ اس الہام کے مطابق 27 ذی قعد 1312ھ میں مطابق 24 مئی 1895ء میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جسکا نام شریف احمد رکھا گیا۔ (ضیاء الحق، روحانی خزائن، جلد 9 صفحہ 323)

اگر عبدالحق کچھ چیز ہے تو دُعا سے میری اِس پیشگوئی کو ٹال کر دکھا دے

میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ اٹھاون میں ایک یہ پیشگوئی تھی جو مولوی عبدالحق غزنوی کے مقابل پر لکھی گئی تھی جس کی عبارت یہ ہے کہ عبدالحق کے مباہلہ کے بعد ہر ایک قسم سے خدا تعالیٰ نے مجھے ترقی دی ہماری جماعت کو ہزارہا تک پہنچا دیا ہماری علمیت کا لاکھوں کو قائل کردیا اور الہام کے مطابق مباہلہ کے بعد ایک اور لڑکا ہمیں عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہوگئے اور پھر ایک چوتھے لڑکے کیلئے مجھے متواتر الہام کیا اور ہم عبدالحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اِس الہام کو پورا ہوتا نہ سُن لے۔ اب اس کو چاہئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اِس پیشگوئی کو ٹال دے...... یہ پیشگوئی ہے جو چوتھے لڑکے کے بارے میں کی گئی پھر اِس پیشگوئی سے اڑھائی برس بعد چوتھا لڑکا عبدالحق کی زندگی میں ہی پیدا ہوگیا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا جواب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہے۔ اگر مولوی عبدالحق نے اس لڑکے کا پیدا ہونا اب تک نہیں سُنا تو اب ہم سُنائے دیتے ہیں یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ دونوں پہلوؤں سے سچا نکلا عبدالحق بھی لڑکے کے تولد تک زندہ رہا اور لڑکا بھی پیدا ہوگیا اور پھر یہ کہ اس بارے میں عبدالحق کی کوئی بددعا منظور نہ ہوئی اور وہ اپنی بددعا سے میرے اس موعود لڑکے کا پیدا ہونا روک نہ سکا بلکہ بجائے ایک لڑکے کے تین لڑکے پیدا ہوئے اور دوسری طرف عبدالحق کا یہ حال ہوا کہ مباہلہ کے بعد عبدالحق کے گھر میں آج تک باوجود بارہ برس گزرنے کے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہوا اور ظاہر ہے کہ مباہلہ کے بعد قطع نسل ہوجانا اور باوجود بارہ برس گزرنے کے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہونا اور بالکل ابتر رہنا یہ بھی قہر الٰہی ہے اور موت کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ یاد رہے کہ اسی بدگوئی کے ساتھ ہی عبدالحق کے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ لاولد اور ابتر اور اس برکت سے بالکل بےنصیب رہا اور بھائی مرگیا اور مباہلہ کے بعد بجائے لڑکا پیدا ہونے کے عزیز بھائی بھی دارالفنا میں پہنچ گیا۔

اِس جگہ منصفین خیال کریں اور خدا تعالیٰ سے خوف کرکے سوچیں کہ کیا یہ علم غیب کسی انسان کی طاقت میں داخل ہے کہ خود افترا کرکے کہے کہ ضرور میرے گھر میں چوتھا لڑکا پیدا ہوگا اور ضرور ہے کہ فلاں شخص اُس وقت تک جیتا رہے گا اور پھر ایسا ہی ظہور میں آوے کیا دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود ہے کہ خدا نے کسی مفتری کی ایسی تائید کی کہ دونوں پہلوؤں سے اُس کو سچا کرکے دکھلا دیا یعنی چوتھا لڑکا بھی دے دیا اور اُس وقت تک اُس کے دشمن کو پیشگوئی کے مطابق زندہ رہنے دیا۔ اور یاد رہے کہ مباہلہ کی صدہا برکات میں سے ایک یہ برکت ہے جو مجھے دی گئی کہ خدا نے مباہلہ کے بعد تین لڑکے مجھے عطا فرمائے یعنی شریف احمد، مبارک احمد، نصیر احمد۔ اب ہم اگر عبدالحق کے ابتر ہونے کی بابت غلطی کرتے ہیں تو وہ بتلاوے کہ مباہلہ کے بعد اُس کے گھر میں کتنے لڑکے پیدا ہوئے اور وہ کہاں ہیں ورنہ کوئی پہلا لڑکا ہی ہمیں دکھلا دے۔ اگر یہ لعنت کا اثر نہیں تو اور کیا ہے اور میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ جیسا کہ عبدالحق مباہلہ کے بعد ہر ایک برکت سے محروم رہا اسی طرح اُس کے مقابل پر میرے پر خدا کا وہ فضل ہوا کہ کوئی دنیا اور دین کی برکت نہیں جو مجھے نہیں ملی اولاد میں برکت ہوئی کہ بجائے دو کے پانچ ہوگئے۔ مال میں برکت ہوئی کہ کئی لاکھ روپیہ آیا۔ عزّت میں برکت ہوئی کہ کئی لاکھ انسان نے میری بیعت کی۔ خدا کی تائید میں برکت ہوئی کہ صدہا نشان میرے لئے ظاہر ہوئے۔ (حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 364)

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ کی قسم! حضرت عمرؓ نے جو کچھ کہا اس کو پورا کر دیا۔ سختی کرنے کے مواقع پر سختی میں اور نرمی کے مواقع پر نرمی میں بڑھ گئے اور وہ لوگوں کے بال بچوں کے باپ بن گئے

’’حضرت عمرؓ کو دیکھ لو ان کے رعب اور دبدبہ سے ایک طرف دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ کانپتے تھے، قیصر و کسریٰ کی حکومتیں تک لرزہ براندام رہتی تھیں مگر دوسری طرف اندھیری رات میں ایک بدوی عورت کے بچوں کو بھوکا دیکھ کر عمرؓ جیسا عظیم المرتبت انسان تلملا اٹھا اور وہ اپنی پیٹھ پر آٹے کی بوری لاد کر اور گھی کا ڈبہ اپنے ہاتھ میں اٹھا کر ان کے پاس پہنچا اور اس وقت تک واپس نہیں لوٹا جب تک کہ اس نے اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر ان بچوں کو نہ کھلا لیا اور وہ اطمینان سے سونہ گئے۔‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

چار مرحومین: مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب صدر جماعت والڈشوٹ (Waldshut) جرمنی، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پڑنواسی محترمہ امۃ النور صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبدالمالک شمیم صاحب واشنگٹن امریکہ، مکرمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد خان صاحب بہادر شیر مرحوم (افسر حفاظت خاص ربوہ)، مکرم کرنل جاوید رشدی صاحب آف راولپنڈی کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25 / جون 2021ء بمطابق 25 / احسان 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ اس ضمن میں آج مزید بیان کروں گا۔ زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ حَرَّۃ وَاقِم کی طرف گیا۔ یہ دو حرّوں کے درمیان جگہ ہے۔ حَرّہ سیاہ پتھریلی زمین کو کہتے ہیں۔ مدینہ کے مشرق کی جانب حَرَّۃ وَاقِم ہے جس کو حرّہ بنو قریظہ بھی کہتے ہیں۔ دوسرا حَرَّۃُ الْوَبْرَہ ہے جو مدینہ کے مغرب میں تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ بہرحال کہتے ہیں مَیں وہاں گیا۔ جب ہم صِرار مقام پر پہنچے تو ایک جگہ ایک آگ روشن تھی۔ صِرار بھی مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے اسلم! میرا خیال ہے کہ یہ کوئی مسافر ہیں جن کو رات اور سردی نے روک رکھا ہے۔ ہمارے ساتھ آؤ۔ چنانچہ ہم تیز تیز چلتے ہوئے ان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت کے ساتھ اسکے کچھ بچے ہیں اور ایک ہنڈیا آگ پر چڑھی ہوئی ہے۔ اس کے بچے بھوک کی وجہ سے بِلک بِلک کر رو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ السلام علیکم اے روشنی والو! ۔آپؓ نے آگ والے کہنا پسند نہ کیا بلکہ روشنی والے کہا۔ اس خاتون نے وعلیکم السلام کہا۔ آپؓ نے فرمایا: کیا میں قریب آ سکتا ہوں؟ اس عورت نے کہا: خیر سے آؤ ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔ مطلب کوئی خیر کی بات کرنی ہے تو آؤ ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔ آپ قریب ہو گئے۔ پھر آپؓ نے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہوا؟ تو اس عورت نے کہا رات اور سردی نے ہمیں یہاں روک لیا ہے۔ آپؓ نے کہا ان بچوں کا کیا معاملہ ہے، یہ کیوں بلک رہے ہیں؟ اس عورت نے کہا بھوک کی وجہ سے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس ہنڈیا میں کیا چیز ہے؟ اس عورت نے کہا کہ اسکے اندر صرف پانی ہے اور اسکے ذریعہ میں بچوں کو دلاسا دے رہی ہوں یہاں تک کہ وہ سو جائیں۔ اللہ ہمارے اور عمرؓ، حضرت عمرؓ کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ آپؓ نے فرمایا: اے خاتون! اللہ تم پر رحم کرے، عمرؓ کو تمہاری حالت کیسے معلوم ہو سکتی ہے! اس نے کہا یعنی اس عورت نے کہا کہ وہ ہمارے امور کے نگران ہیں اور ہم سے غافل ہیں۔ اسلم جو حضرت عمرؓ کے ساتھ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر آپؓ یعنی حضرت عمرؓ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ہمارے ساتھ چلو۔ پھر ہم نہایت تیزی سے چلتے ہوئے دَارُ الدَّقِیْق آئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں دَارُ الدَّقِیْق نام سے ایک عمارت بنوائی تھی جس میں آٹا، ستو، کھجور، کشمش اور دیگر ضروریاتِ سفر جن کی ایک مسافر کو ضرورت ہو سکتی ہے میسر ہوتی تھیں۔ آپؓ نے مدینہ اور مکہ کے درمیانی راستوں پر مسافروں کیلئے کچھ سرائے خانے بھی بنوائے ہوئے تھے۔ بہرحال پھر آپؓ نے وہاں سے ایک بورا اناج کا نکالا اور چکنائی کا ڈبہ آپؓ نے لیا۔ آپؓ نے فرمایا: اسے مجھے اٹھوا دو۔ اسلم کہتے ہیں: میں نے کہا کہ آپؓ کی جگہ مَیں اٹھا لیتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ مجھے یہ اٹھوا دو۔ میں نے ہر دفعہ عرض کیا کہ آپؓ کی جگہ مَیں اسے اٹھا لیتا ہوں۔ آخر حضرت عمرؓ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو! کیا قیامت کے دن میرا بوجھ تم اٹھاؤ گے؟ اس پر میں نے وہ بورا آپؓ پر لاد دیا۔ پھر آپؓ اس بورے کو اپنی کمر پر لاد کر تیز قدموں سے چلے اور مَیں بھی تیزی سے آپؓ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم اس عورت کے پاس پہنچ گئے۔ آپؓ نے وہ بوری اسکے پاس اتاری اور اس میں سے کچھ آٹا نکالا اور اس خاتون سے کہا کہ اسے ہنڈیا میں آہستہ آہستہ ڈالو اور میں اسے تمہارے لیے ہلاتا ہوں۔ دوسری جگہ لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم آہستہ آہستہ آٹا ڈالو۔ میں تمہارے لیے حریرہ تیار کرتا ہوں۔ پھر آپؓ ہنڈیا کے نیچے آگ سلگانے کیلئے پھونک مارنے لگے۔ اسلم یعنی روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ آپؓ (حضرت عمرؓ) بڑی اور گھنی داڑھی والے تھے۔ میں نے دیکھا کہ دھواں آپؓ کی داڑھی کے اندر سے نکل رہا ہے۔ یعنی دھواں اٹھتا تھا تو ان کے چہرے پر بھی پڑتا تھا، داڑھی کے اندر سے بھی گزر جاتا تھا۔ جب ہنڈیا پک گئی تو آپؓ نے ہنڈیا کو نیچے اتارا۔ آپؓ نے فرمایا کوئی برتن لاؤ۔ وہ عورت بڑی پلیٹ لائی۔ آپؓ نے اس میں کھانا ڈالا اور کہنے لگے تم ان بچوں کو کھلاؤ۔ میں تمہارے لیے پھیلاتا ہوں تا کہ ٹھنڈا ہو جائے، یعنی اس کو مزید پھیلا کے دوسری جگہ، دوسرے برتن میں ٹھنڈا کرتا ہوں۔ پھر آپؓ مسلسل ایسا کرتے رہے یہاں تک کہ ان بچوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا اور جو بچ گیا وہ آپؓ نے اس کے پاس چھوڑ دیا۔ اسلم کہتے ہیں: پھر آپؓ کھڑے ہوئے اور میں بھی آپؓ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اس پر وہ عورت کہنے لگی اللہ تعالیٰ آپؓ کو بہترین جزا دے۔ تم اس امر میں امیر المومنین سے زیادہ حقدار ہو یعنی جزا کے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا بھلائی کی بات کہو۔ جب تم امیر المومنین کے پاس جاؤ گی تو تم انشاء اللہ مجھے وہاں پاؤ گی۔ بہرحال وہ کہتے ہیں پھر حضرت عمرؓ وہاں سے ایک طرف ہٹ گئے۔ پھر اس خاتون کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ میں نے آپؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا اس کے علاوہ اَور بھی کوئی کام ہے۔ آپؓ نے مجھ سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ میں نے بچوں کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے سے کھیل رہے تھے اور ہنس رہے تھے اور تمام بچے پُرسکون ہو کر سو گئے تو حضرت عمرؓ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے کھڑے ہوئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے اسلم! بھوک کی وجہ سے یہ بچے جاگ رہے تھے اور رو رہے تھے۔ میں نے پسند کیا کہ میں یہاں سے اس وقت تک نہ جاؤں جب تک کہ میں ان کی اس آرام کی حالت کو نہ دیکھ لوں جو میں نے ابھی دیکھی ہے۔ (تاریخ الطبری لابن جریر جلد 2 صفحہ 567-568 سنۃ 23 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء) (فرہنگ سیرت صفحہ 172، 102، 101 زوار اکیڈمی پبلی کیشنز اردو بازار کراچی 2003ء) (سیدنا عمر بن خطاب شخصیت اور کارنامے صفحہ 442 مکتبہ الفرقان ٹرسٹ، خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ پاکستان (لسان العرب زیر مادہ ’’حر‘‘)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ انسانی ضروریات کا ان لوگوں کیلئے مہیا کرنا جو ان کو یعنی ان ضروریات کو مہیا نہیں کر سکتے اسلامی حکومت کا فرض ہے۔ اسلامی حکومت کی ذمہ داری بتا رہے ہیں۔ اسکے متعلق حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ نہایت ہی مؤثر اور کاشفِ حقیقت ہے۔ یعنی حقیقت کو کھولنے والا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ خلیفۂ ثانی باہر تجسّس کر رہے تھے کہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف تو نہیں۔ مدینہ، دار الخلافہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں مرار نامی ہے۔ ہمارے تحقیق کرنے والے کہتے ہیں کہ شاید مرار نہیں بلکہ صِرار ہی اسکا نام ہے۔ ہوسکتا ہے کاتب کی غلطی کی وجہ سے مرار لکھا گیا ہو۔ بہرحال وہاں آپؓ نے دیکھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ ادھر گئے تو دیکھا ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور دو تین بچے رو رہے ہیں۔ اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ دو تین وقت کا فاقہ ہے۔ کھانے کو کچھ پاس نہیں۔ بچے بہت بے تاب ہوئے تو خالی ہنڈیا چڑھا دی تا کہ بہل جائیں اور سو جائیں۔ حضرت عمرؓ یہ بات سن کر فوراً مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔ آٹا، گھی، گوشت اور کھجوریں لیں اور ایک بوری میں ڈال کر اپنے خادم سے کہا کہ میری پیٹھ پر رکھ دے۔ اس نے کہا حضور میں موجود ہوں میں اٹھا لیتا ہوں۔ آپؓ نے جواب دیا: بے شک تم اِس وقت اٹھا کر لے چلو گے مگر قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا! یعنی ان کی روزی کا خیال رکھنا میرا فرض تھا اور اس فرض میں مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے۔ اس لیے اس کا کفّارہ یہی ہے کہ میں خود اٹھا کر یہ اسباب لے جاؤں اور ان کے گھر پہنچاؤں۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں اس واقعہ سے کوئی یہ مطلب نہ نکال لے کہ ضرورت مندوں کو جو وظائف دیے جاتے ہیں یہ سستی پیدا کرنے کیلئے ہیں بلکہ ہر ضرورتمند کو وظیفہ دینا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ اسلام جہاں غریبوں کی خبر گیری کا حکم دیتا ہے وہاں جیسا کہ پہلے اس ضمن میں بیان ہوا ہے کہ سستی اور کاہلی کو بھی مٹاتا ہے۔ وظائف اس لیے نہیں دیے جاتے کہ سستی اور کاہلی پیدا ہو۔ ان وظائف کی یہ غرض نہ تھی کہ لوگ کام چھوڑ کر بیٹھیں بلکہ صرف مجبوروں کو یہ وظائف دیے جاتے تھے ورنہ سوال سے لوگوں کو روکا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ مانگنے والوں کو مانگنے سے روکنے کیلئے بھی بہت سخت اقدام کیا کرتے تھے۔ یہی نہیں کہ صرف بھوکا دیکھ لیا تو کھانا کھلا دیا، کوئی مانگنے آیا تو اس کو دے دیا بلکہ مانگنے والا اگر صحت

مند ہے تو آپؓ بڑا سخت قدم اٹھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک سائل کو دیکھا اس کی جھولی آٹے سے بھری ہوئی تھی۔ آٹا اس کی جھولی میں پڑا ہوا تھا اور وہ مانگ رہا تھا۔ آپؓ نے اس سے آٹا لے کر اونٹوں کے آگے ڈال دیا اور اس کی جھولی خالی کر دی اور فرمایا کہ اب مانگ۔ اسی طرح یہ ثابت ہے کہ سوالیوں کو کام کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ (ماخوذ از احمدیت یعنی حقیقی اسلام، انوار العلوم جلد 8 صفحہ 296-297)

یعنی تم اچھے بھلے انسان ہو۔ تمہارا مانگنے سے کیا کام ہے۔ محنت کرو، کماؤ اور کھاؤ اور یہ سبق دیا کہ دوبارہ مانگو گے تو دوبارہ تمہارے سے یہی سلوک ہو گا کہ تمہارے سے چھین کے جانوروں کے آگے ڈال دیا جائے گا۔ اکثر مانگنے والے یہ ایک مثال دے کر اس پر زور دیتے ہیں کہ دیکھو حضرت عمرؓ کس طرح خیال رکھتے تھے لیکن مانگنے سے جس سختی سے اسلام نے روکا ہے اس کو نہیں دیکھتے اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی ہے اور حضرت عمرؓ نے بھی پھر اس کو جاری کیا، اس کو نہیں دیکھتے۔

پھر اس واقعہ کو ایک اَور جگہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے یوں بیان فرمایا کہ ”حضرت عمرؓ کو دیکھ لو۔ اُن کے رعب اور دبدبہ سے ایک طرف دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ کانپتے تھے۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں تک لرزہ براندام رہتی تھیں مگر دوسری طرف اندھیری رات میں ایک بدوی عورت کے بچوں کو بھوکا دیکھ کر عمرؓ جیسا عظیم المرتبت انسان تلملا اٹھا اور اپنی پیٹھ پر آٹے کی بوری لاد کر اور گھی کا ڈبہ اپنے ہاتھ میں اٹھا کر ان کے پاس پہنچا اور اس وقت تک واپس نہیں لوٹا جب تک کہ اس نے اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر ان بچوں کو نہ کھلا لیا اور وہ اطمینان سے سو نہ گئے۔“

(سیر روحانی (6) انوار العلوم جلد 22 صفحہ 596)

پھر حضرت عمرؓ کے یہی آزاد کردہ غلام اسلم، جن کا پہلے بھی ذکر ہوا ہے، یہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور ان لوگوں نے عید گاہ میں قیام کیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ ہم رات کے وقت ان کا پہرہ دیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ چنانچہ آپؓ دونوں ساری رات ان کی حفاظت کرتے رہے اور عبادت کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپؓ اس طرف گئے اور اس کی ماں سے کہا اللہ تعالیٰ کا خوف کر و اور اپنے بچے کا اچھی طرح خیال رکھو۔ یہ کہہ کر آپؓ واپس تشریف لے آئے یعنی واپس اس جگہ تشریف لے آئے جہاں آپؓ سامان کی حفاظت کیلئے بیٹھے ہوئے تھے کہ پھر آپ نے اسکے رونے کی آواز سنی۔ آپؓ دوبارہ اس کی ماں کی طرف گئے اور اس کو پھر پہلی بات کی طرح کہا اور اپنی جگہ واپس تشریف لے آئے۔ جب رات کا آخری وقت ہوا اور بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ اس کی ماں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تیرا بھلا ہو تو بہت لاپرواماں ہے۔ مجھے کیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ ساری رات رونے کی وجہ سے تمہارا بچہ بے چین رہا۔ اس عورت نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! میں اس کو دودھ کے علاوہ دوسری خوراک کی طرف مائل کر رہی ہوں لیکن وہ بچہ انکار کر دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے دودھ ہی دو۔ آپؓ نے پوچھا وہ کیوں؟ اس عورت نے کہا کیونکہ حضرت عمرؓ ان ہی بچوں کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں جن کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو۔ آپؓ نے پوچھا تمہارے اس بچے کی عمر کتنی ہے؟ اس عورت نے کہا اتنے (سال) اور اتنے ماہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تیرا بھلا ہو۔ دودھ چھڑانے میں اتنی جلدی نہ کر۔ پھر جب آپؓ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی تو آپؓ کے رونے کی وجہ سے قراءت لوگوں پر واضح نہیں ہو رہی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آپ سے کہا، عمر کا بُرا ہو اس نے کتنے ہی مسلمانوں کے بچوں کا خون کر دیا ہے۔ پھر آپؓ نے منادی کرنے والے کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ اپنے بچوں کو دودھ چھڑوانے میں جلدی نہ کرو۔ اسلام میں جو بھی بچہ ہے یعنی اب ہر پیدا ہونے والے بچے کا ہم وظیفہ مقرر کرتے ہیں اور حضرت عمرؓ نے سارے ممالک میں یہ حکم بھجوا دیا۔ (البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر جلد 10 صفحہ 185 تا 186، مطبوعہ دار ھجر 1998ء)

اس واقعہ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے انداز میں بیان فرمایا ہے کہ ”حضرت عمرؓ نے شروع شروع میں دودھ پیتے بچوں کیلئے کوئی وظیفہ مقرر نہیں کیا تھا لیکن بعد میں دودھ پیتے بچوں کا حق تسلیم کر لیا اور حکم دیا کہ ان کا حصہ ان کی ماؤں کو دیا جائے۔ پہلے حضرت عمرؓ یہ سمجھتے تھے کہ جب تک بچہ دودھ پیتا ہے وہ قوم کے وجود میں حصہ نہیں لیتا۔ اس کی ذمہ داری اس کی ماں پر ہے پبلک پر نہیں‘ ہے کہ بیت المال سے اس کا خرچ دیا جائے ”لیکن ایک دفعہ حضرت عمرؓ سیر کیلئے باہر تشریف لے گئے۔ شہر سے باہر ایک قافلہ بدویوں کا اترا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ایک خیمہ سے بچے کے رونے کی آواز سنی۔ بچہ چیخ رہا تھا اور ماں تھپک تھپک کر سلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب کچھ مدت تک تھپکی دینے کے باوجود بچہ چپ نہ ہوا تو ماں نے بچے کو تھپڑ مار کر کہا۔ روؤ عمرؓ کی جان کو۔ حضرت عمرؓ حیران ہوئے کہ اس بات سے میرا کیا تعلق ہے؟ حضرت عمرؓ نے اس عورت سے خیمہ میں داخل ہونے کی اجازت لی اور اندر جا کر اس عورت سے پوچھا بی بی! کیا بات ہے؟ چونکہ وہ حضرت عمرؓ کو پہچانتی نہ تھی اس لئے کہنے لگی بات کیا ہے؟ عمرؓ نے سب کے گزارے مقرر کئے ہیں لیکن اس کو یہ معلوم نہیں کہ دودھ پیتے بچوں کیلئے بھی غذا کی ضرورت ہے۔ اب میرے پاس دودھ پورا نہیں اور میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے تا اس کا وظیفہ مقرر ہو جائے۔ حضرت عمرؓ اسی وقت واپس آئے اور آپؓ نے خزانے سے آٹے کی بوری نکلوائی اور خود اٹھا کر چلنے لگے۔ وہ آدمی جو خزانہ پر مقرر تھے وہ آگے بڑھے کہ ہم اٹھا کر لے چلتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا تم چھوڑ دو میں خود اٹھا کر لے جاؤں گا۔ قیامت کے دن جب مجھے کوڑے لگیں گے تو کیا میری جگہ تم جواب دو گے؟ پتہ نہیں کہ اس طرح میرے ذریعہ کتنے بچے مر گئے ہیں۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ نے یہ حکم دیا کہ دودھ پیتے بچوں کا بھی وظیفہ مقرر کیا جائے۔“

(خطبات محمود جلد 27 صفحہ 353)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”حدیث میں عُمَارَہ بن خُزَیمَہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے میرے باپ کو فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنی زمین میں درخت لگانے سے منع کیا ہے؟“ (وہ آگے مزید درخت نہیں لگا رہا تھا، اپنے باغ کو بڑھا نہیں رہا تھا یا جو خراب پودے تھے ان کی جگہ نئے پودے نہیں لگا رہا تھا) تو میرے باپ نے جواب دیا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ کل مر جاؤں گا۔ (مجھے کیا فائدہ اس کا؟) پس اس کو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تجھ پر ضرور ہے کہ درخت لگائے۔ (یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ لازمی طور پر تم نے یہ درخت لگانے ہیں) کہتے ہیں ”پھر میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ خود میرے باپ کے ساتھ مل کر ہماری زمین میں درخت لگاتے تھے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 92)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ واقعہ سُستی اور کسل مندی سے بچنے کے ضمن میں بھی بیان فرمایا ہے اور یہ بھی کہ پچھلی نسل کے لگائے ہوئے پودوں کے پھل تم کھا رہے ہو تو اگلی نسل کیلئے بھی پودے چھوڑ کے جاؤ۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو دورہ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ رات کو شہر میں پھر رہے تھے تو آپؓ نے ایک عورت کو سنا کہ وہ عشقیہ شعر پڑھ رہی ہے۔ آپؓ نے دن کو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اس کا خاوند مدت سے باہر رہتا ہے۔“ فوج میں باہر گیا ہوا ہے ”آپؓ نے پھر یہ حکم دے دیا“ اسکے بعد آپؓ نے یہ حکم دیا ”کہ کوئی سپاہی چار ماہ سے زیادہ باہر نہ رہے۔ اگر کوئی سپاہی زیادہ مدت تک باہر رہنا چاہتا ہو تو اپنی بیوی کو بھی اپنے ساتھ رکھے ورنہ چار ماہ کے بعد اسے فوج کا افسر مجبوراً واپس گھر بھیج دے۔“

(خطباتِ محمودؓ جلد 4 صفحہ 63 سال 1914ء)

اس کی تفصیل میں ایک جگہ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس عورت سے، جو شعر پڑھ رہی تھی اس کے شعر سن کے پوچھا کہ تم نے کوئی برائی کا ارادہ تو نہیں کیا؟ اس عورت نے کہا کہ اللہ کی پناہ۔ حضرت عمرؓ نے اس عورت کو فرمایا کہ اپنے آپ پر قابو رکھو۔ اس کی طرف مَیں ابھی خط روانہ کر رہا ہوں یعنی تمہارے خاوند کی طرف میں ابھی خط روانہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ آپؓ نے اس کی طرف قاصد کو بھجوایا تا کہ اس کو واپس بلایا جائے۔ پھر آپؓ نے مزید تحقیق کی اور پھر جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ چار مہینہ کا زیادہ سے زیادہ عرصہ رکھا کہ اس عرصہ سے زیادہ خاوند باہر نہ رہے یا پھر بیوی بچے ساتھ ہوں۔

(ماخوذ از تاریخ الخلفاء للسیوطی، صفحہ 111، فصل فی نبذ من اخبارہ وقضایاہ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت 1999ء)

اسلم، حضرت عمرؓ کے وہی آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مدینہ کے بیرونی حصہ میں گیا تو ہمیں ایک خیمہ نظر آیا۔ ہم نے اس خیمہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس خیمے میں ایک عورت دردِ زہ میں مبتلا ہے اور رو رہی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے اس کا حال دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا۔ میں ایک مسافر پردیسی عورت ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ رو پڑے اور تیزی سے اپنے گھر واپس لوٹے اور اپنی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ سے فرمایا کیا تم اجر حاصل کرنا چاہتی ہو جو اللہ تمہارے پاس لایا ہے۔ آپؓ نے ساری بات ان کو بتائی۔ اس پر انہوں نے کہا جی ضرور۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنی پشت پر آٹا اور چربی اٹھائی اور حضرت ام کلثوم نے زچگی کی ضرورت کا سامان اٹھایا اور وہ دونوں آئے۔ حضرت ام کلثومؓ اس عورت کے پاس گئیں اور حضرت عمرؓ اس عورت کے خاوند کے ساتھ بیٹھ گئے۔ وہ خاوند بھی وہاں موجود تھا۔ وہ آپؓ کو نہیں پہچانتا تھا۔ آپؓ اس کے ساتھ گفتگو کرنے لگے۔ اس عورت نے لڑکے کو جنم دیا۔ حضرت ام کلثومؓ نے حضرت عمرؓ کو آ کے بتایا اور عرض کی کہ اے امیر المومنین! اپنے ساتھی کو لڑکے کی خوشخبری دے دیں۔ یعنی وہ جو اس عورت کا خاوند ہے اسے خوشخبری دے دیں کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جب اس شخص نے حضرت ام کلثومؓ کی یہ بات سنی تو اس کو احساس ہوا۔ اس کو تو نہیں پتہ تھا کہ کس کے ساتھ بیٹھا ہے، کہ وہ کتنے عظیم شخص کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور وہ حضرت عمرؓ سے معذرت کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی بات نہیں۔ پھر آپؓ نے ان کو خرچ اور ضرورت کا سامان پہنچایا اور واپس تشریف لے آئے۔ (البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر جلد 10 صفحہ 186 مطبوعہ دار ھجر 1998ء)

سَعِید بن مُسَیِّب اور اَبُوسَلَمَہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! حضرت عمرؓ نے جو کچھ کہا اس کو پورا کر دیا۔ سختی کرنے کے مواقع پر سختی میں اور نرمی کے مواقع پر نرمی میں بڑھ گئے اور وہ لوگوں کے بال بچوں کے باپ بن گئے یہاں تک کہ ان عورتوں کے پاس جاتے جن کے شوہر باہر گئے ہوئے تھے۔ ان کے دروازوں پر پہنچ کر ان کو سلام کرتے پھر کہتے کیا تمہاری کوئی ضرورت ہے؟ یا تم کوئی ضرورت کی چیز منگوانا چاہو تو میں وہ چیز تمہیں بازار سے خرید کر لا دوں گا۔ مجھے یہ ناپسند ہے کہ خرید و فروخت میں تمہیں دھوکا دیا جائے تو وہ عورتیں آپؓ کے ساتھ اپنی بچیوں کو یا بچوں کو بھی بھیج دیتی تھیں۔ آپؓ بازار میں اس طرح جاتے کہ آپؓ کے پیچھے لوگوں کی بچیاں اور بچے اتنے ہوتے کہ ان کا شمار مشکل ہوتا۔ پھر آپؓ ہر ایک کیلئے ان کی ضرورت کی چیزیں خریدتے اور جن عورتوں کا کوئی بچہ نہ ہوتا تو اس کیلئے خود خریداری کرتے۔ جب کسی لشکر میں سے کوئی ایلچی آتا تو اس سے ان عورتوں کے شوہروں کے خطوط لے کر خود ان کو پہنچاتے اور ان سے فرماتے کہ تمہارے شوہر اللہ کی راہ میں گئے ہوئے ہیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہو۔ اگر تمہارے پاس کوئی ہے جو یہ خط پڑھ سکے تو ٹھیک ہے ورنہ دروازے کے قریب کھڑی ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں پڑھ کر سنا دوں۔ پھر فرماتے کہ ہمارا ایلچی یہاں سے فلاں فلاں دن جائے گا تم خط لکھ دینا تا کہ ہم تمہارے خطوط بھیج دیں۔ پھر سب عورتوں کے ہاں خطوط کیلئے کاغذ اور دواتیں لے کر جاتے پھر ان میں سے جو خط لکھ دیتی اس کا خط لیتے اور جو نہ لکھ سکتی تو فرماتے کہ یہ کاغذ اور دوات ہے تم دروازے کے قریب آ جاؤ اور مجھے لکھواؤ۔ اس طرح آپؓ ایک ایک دروازے پر جاتے اور ان کے شوہروں کو ان کی طرف سے خطوط لکھتے۔ پھر ان خطوط کو بھیج دیتے۔

(ماخوذ از ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (مترجم) جلد 3 صفحہ 228-229 مناقب فاروق اعظم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ اونٹ کا پالان کندھے پر رکھے ہوئے اَبْطَح کی طرف تیزی سے جارہے تھے۔ یہ اَبْطَح بھی مکہ اور منیٰ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ تو حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! کہاں جارہے ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا: صدقے کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے۔ میں اس کو تلاش کرنے جارہا ہوں۔ میں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ ایسی باتیں آپؓ کر رہے ہیں کہ آپؓ نے اپنے بعد آنے والے خلفاء کے لیے ایسی راہیں متعین کر دی ہیں کہ جن پر چلنا آسان نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے ابوالحسن! مجھے ملامت نہ کرو۔ اس کی قَسم ہے جس نے محمدؐ کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا! اگر بکری کا بچہ بھی دریائے فرات کے کنارے ضائع ہوگیا تو قیامت کے دن عمر کا اس پر مؤاخذہ ہوگا۔

(ماخوذ از ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (مترجم) جلد 3 صفحہ 286-287 مناقب فاروق اعظمؓ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی) (معجم البلدان جلد 1 صفحہ 95)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک مسلمان ایسی حالت میں چلے آرہے تھے کہ انہوں نے گردن نیچی ڈالی ہوئی تھی'' یعنی ایک مسلمان شخص تھا جو نیچے گردن جھکائے ہوئے چلا آرہا تھا۔ کوئی صدمہ پہنچا ہوگا، کوئی تکلیف پہنچی ہوگی اس وجہ سے پریشان ہوگا۔ نیچے گردن ڈالی ہوئی تھی۔ ''حضرت عمرؓ نے اس کی ٹھوڑی پر مُکّا مارا اور کہا اسلام کی فتوحات کا زمانہ ہے اور تم اپنی گردن جھکائے پھر رہے ہو!!'' یعنی یہ زمانہ ہے اور اسلام کی فتوحات ہو رہی ہیں۔ اگر تمہیں کوئی تھوڑی سی تکلیف پہنچی بھی ہے تو اس کی وجہ سے تم نے اپنا سر نیچے کر لیا ہے۔ نیچے گردن جھکا کر چل رہے ہو۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ''خدا تعالیٰ نے اس وقت اسلام کو حکومت دی ہے۔ دنیا جو چاہے کہے مگر تم تو یقین رکھتے ہو کہ اسلام کو فتح ہوگی۔ اگر تم یقین رکھتے ہو کہ اسلام کو فتح ہوگی تو پھر رونا کیا۔''

(قادیان سے ہماری ہجرت ایک آسمانی تقدیر تھی، انوار العلوم جلد 21 صفحہ 379)

پھر چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے کی ضرورت نہیں ہے اور یا ایک جگہ سے مسلمانوں کو کہیں بھی کوئی تکلیف پہنچی ہے تو کوئی رونے کی، پریشان ہونے کی بات نہیں ہے۔ یہ بات حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان سے ہجرت کے بعد اس ضمن میں بیان فرمائی تھی اور فرمایا کہ ایک مومن کو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ اس نے کیا کھویا ہے۔ اگر کوئی چیز ضائع بھی ہوگئی ہے، نقصان بھی تھوڑا ہو گیا تو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ کیا کھویا ہے بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ کس کیلئے کھویا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کیلئے اور اسلام کی ترقی کیلئے کوئی چیز ضائع ہوئی ہے، ہاتھ سے نکل گئی تو پھر اللہ تعالیٰ بہترین اجر دے گا۔ عارضی نقصانوں پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ حضرت عمرؓ کا ایک مشہور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ جس کے نتیجہ میں آپ لکھتے ہیں کہ گو حضرت عمرؓ کو تکلیف بھی اٹھانی پڑی مگر آپؓ نے اس تکلیف کی کوئی پروانہ کی اور وہ مساوات قائم کی جو اسلام دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ جَبَلَۃ ابنِ اَیْہَم ایک بہت بڑے عیسائی قبیلے کا سردار تھا۔ جب شام کی طرف مسلمانوں نے حملے شروع کیے تو یہ اپنے قبیلہ سمیت مسلمان ہوگیا اور حج کیلئے چل پڑا۔ حج میں ایک جگہ بہت بڑا ہجوم تھا۔ اتفاقاً کسی مسلمان کا پاؤں اس کے پاؤں پر پڑ گیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اس کا پاؤں اس کے جبہ کے دامن پر پڑ گیا۔ چونکہ وہ اپنے آپ کو ایک بادشاہ سمجھتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ میری قوم کے ساٹھ ہزار آدمی میرے تابع فرمان ہیں بلکہ بعض تاریخوں میں سے پتہ چلتا ہے کہ ساٹھ ہزار محض اس کے سپاہیوں کی تعداد تھی۔ بہرحال جب ایک ننگ دھڑنگ مسلمان کا پیر اس کے پیر پر آ پڑا تو اس نے غصہ میں آکر زور سے اسے تھپڑ مار دیا اور کہا تُو میری ہتک کرتا ہے۔ تو جانتا نہیں کہ میں کون ہوں؟ تجھے ادب سے پیچھے ہٹنا چاہیے تھا۔ تُو نے گستاخانہ طور پر میرے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ وہ مسلمان تو تھپڑ کھا کر خاموش ہو رہا مگر ایک اَور مسلمان بول پڑا کہ تجھے پتہ ہے کہ جس مذہب میں تُو داخل ہوا ہے وہ اسلام ہے اور اسلام میں چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں۔ بِالخصوص اِس گھر یعنی خانہ کعبہ میں جس کا تم طواف کر رہے ہو امیر اور غریب میں کوئی فرق نہیں سمجھا جاتا۔ اس نے کہا میں اِس کی پروا نہیں کرتا۔ اس مسلمان نے کہا کہ عمرؓ کے پاس تمہاری شکایت ہوگئی تو وہ اس مسلمان کا بدلہ تم سے لیں گے۔ جَبَلَۃ ابنِ اَیْہَم نے جب سنا تو آگ بگولا ہوگیا اور کہنے لگا کہ کیا کوئی شخص ہے جو جَبَلَۃ ابنِ اَیْہَم کے منہ پر تھپڑ مارے۔ اس نے کہا کہ کسی اَور کا تو مجھے پتہ نہیں مگر عمرؓ تو ایسے ہی ہیں۔ یہ سن کر اس نے جلدی سے طواف کیا اور سیدھا حضرت عمرؓ کی مجلس میں پہنچا اور پوچھا کہ اگر کوئی بڑا آدمی کسی چھوٹے آدمی کو تھپڑ مار دے تو آپؓ کیا کِیا کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہی کرتے ہیں کہ اس کے منہ پر اس چھوٹے شخص سے تھپڑ مرواتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ آپؓ میرا مطلب سمجھے نہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بہت بڑا آدمی تھپڑ مار دے تو پھر آپؓ کیا کِیا کرتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: اسلام میں چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ پھر آپؓ نے کہا: جبلہ! تم ہی تو یہ غلطی نہیں کر بیٹھے؟ اِس پر اس نے جھوٹ بول دیا اور کہا کہ میں نے تو کسی کو تھپڑ نہیں مارا۔ میں نے تو صرف ایک بات پوچھی ہے مگر وہ اسی وقت مجلس سے اٹھا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر اپنے ملک کی طرف بھاگ گیا اور اپنی قوم سمیت مرتد ہوگیا اور مسلمانوں کے خلاف رومی جنگ میں شامل ہوا لیکن حضرت عمرؓ نے اس کی پروا نہیں کی۔ (ماخوذ از سیر روحانی (2) انوار العلوم جلد 16 صفحہ 42-43) یہ وہ مساوات تھی جو اسلامی حکومت نے قائم کی اور آج کی اسلامی حکومتوں کیلئے بھی یہ سبق ہے۔

یہ ذکر اب انشاء اللہ آئندہ چلے گا۔ اس وقت میں کچھ مرحومین کا ذکر کروں گا۔ اس میں سے پہلا ذکر ہے عبدالوحید وڑائچ صاحب کا جو والڈشوٹ (Waldshut) جرمنی کے صدر جماعت تھے۔ سابق صدر خدام الاحمدیہ اور سابق نیشنل سیکرٹری تربیت سوئٹزرلینڈ بھی تھے۔ یہ 12/مئی کو ماؤنٹ ایورسٹ کو کامیابی کے ساتھ سر کرنے اور اس پر لوائے احمدیت لہرانے کے بعد نیچے اترتے ہوئے طبیعت خراب ہونے پر 41 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ والدین ہیں۔ ایک بھائی اور دو بہنیں ہیں۔

امیر صاحب سوئٹزرلینڈ طارق تارنستر صاحب لکھتے ہیں کہ عبدالوحید وڑائچ صاحب شروع سے لے کر اپنی وفات تک ہمیشہ جماعت کے ایک فعال ممبر رہے۔ بطور ممبر جماعت اور عہدیدار مرحوم ایک مثالی احمدی تھے۔ وہ ایک وفادار احمدی تھے۔ عبدالوحید وڑائچ صاحب جماعتی خدمات ہمیشہ نہایت عاجزی کے ساتھ بجالاتے تھے۔ ان کے اوصاف میں تکبر کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ وہ انسانی خدمت کا نہ صرف درس دیتے تھے بلکہ خود اپنے نمونے کے ساتھ کر کے دکھاتے تھے۔ IAAAE کے مختلف پراجیکٹس کیلئے افریقہ بھی گئے اور وہاں انسانیت کی خدمت کی جسے دیکھ کر کئی نوجوان بھی ان کی مثال پر چلتے ہوئے افریقہ گئے۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ جب مقرر ہوئے تو نئے نئے مواقع تلاش کرتے تھے جن سے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہو سکے اور انہیں یورپ کی مادیت پسند سوچ اور دلچسپی سے بچایا جا سکے۔ مالی قربانی بھی ان کی مثالی تھی۔ اور یہی امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے بیٹے عزیزم طلحہ وڑائچ جو اس وقت جامعہ احمدیہ جرمنی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اس کی تربیت بھی بڑی اچھی کی اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کا بچہ جامعہ میں پڑھ رہا ہے۔ اختصار کے ساتھ اگر کہا جائے تو عبدالوحید وڑائچ صاحب مرحوم حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے ایک مثالی احمدی تھے۔

غیر از جماعت احباب نے بھی ان کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا۔ مسٹر سٹیفن لارچ (Mr. Stefan Lorch) لکھتے ہیں کہ وحید وڑائچ صاحب نے ان کے ساتھ کئی سال سوئس کام (Swisscom) کمپنی میں کام کیا جو سوئٹزرلینڈ کی سب سے بڑی ٹیلی کمیونیکیشن کمپنی ہے اور تقریباً ایک سال ان کے ساتھ ان کی ٹیم میں کام کرتا رہا ہوں۔ میں ان کی صرف ان کی فیلڈ میں قابلیت کی وجہ سے قدر نہیں کرتا تھا بلکہ خاص طور پر ان کے طرزِ عمل کی وجہ سے۔ وحید وڑائچ صاحب ہمیشہ خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ وہ دوسروں کی مدد کرنے والے دیانتدار اور قابل اعتماد شخصیت کے مالک تھے۔ مجھے ان سے کام سے ہٹ کر بھی گفتگو کرنا بہت پسند تھا۔

مربی صاحب لکھتے ہیں کہ موصوف نہایت اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔ خلافت سے عشق تھا۔ باقاعدگی سے نماز جمعہ مسجد میں ادا کرتے اور باقی نمازیں بھی مسجد میں ادا کرنے کی کوشش کرتے۔ تہجد گزار تھے۔ ان کے نیشنل سیکرٹری مال رضوان صاحب کہتے ہیں کہ مائیکروسافٹ کمپنی کی سوئٹزرلینڈ برانچ میں سافٹ ویئر انجینئر کے طور پر جاب کر رہے تھے تو ایک دفعہ مجھے کہنے لگے کہ مائیکروسافٹ سوئٹزرلینڈ کی برانچ ختم کر کے سیلیکون ویلی (Silicon valley) لے جارہے ہیں اور انہوں نے مجھے آفر دی ہے کہ ہمارے ساتھ چلیں۔ وہ ساری سہولتیں مہیا ہوں گی اور تنخواہ بھی بڑھ جائے گی اور سوئٹزرلینڈ سے آپ کا سامان، سب کچھ ہم وہاں منتقل کریں گے تو آپ نے بتایا کہ میں نے انہیں انکار کر دیا ہے کیونکہ میرے ذمہ یہاں جماعتی خدمات ہیں۔ میں ان کو چھوڑنا نہیں چاہتا کہ یہاں سے انکار کر دوں اور وہاں چلا جاؤں۔ پھر اس کے کچھ دنوں کے بعد آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس برانچ کو سوئٹزرلینڈ کی بڑی کمپنی سوئس کام نے خرید لیا ہے اور کہنے لگے کہ وہ تو مجھے وہاں لے جارہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں انتظام کر دیا اور نہ صرف یہاں بلکہ اللہ کا ایسا فضل ہوا ہے کہ میری جو یہاں تنخواہ ہے وہ اپنے باس (boss) سے بھی زیادہ ہے۔

نیشنل سیکرٹری امور خارجہ زاہد صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں ان کو چھبیس سال سے جانتا تھا۔ خدام الاحمدیہ ہی میں ان کے ساتھ خدمت کا موقع ملتا رہا۔ انتہائی شریف النفس، صوم و صلوٰۃ کے پابند، دعا گو، انتہائی محنتی، خلافت کے فدائی اور فرمانبردار، شفیق دوست اور ملنسار انسان تھے۔ جوانی کی عمر سے ہی باقی نوجوانوں سے الگ طبیعت کے مالک تھے۔ مرحوم کو کبھی بھی غصہ میں نہیں دیکھا۔ نہ ہی کبھی اس کا تاثر ان کے چہرے پر دیکھا یا لہجے میں محسوس کیا۔ کبھی باآواز بلند یا سختی سے بات کرتے نہیں دیکھا۔ غلطیاں بھی سرزد ہوتی تھیں ہمیشہ ہمیں علیحدگی میں نرمی سے سمجھا دیتے تھے۔ بڑوں اور چھوٹوں سے ہمیشہ خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر ہوتی تھی۔ جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کیلئے تیار رہنے کی زندہ مثال تھے۔ سوئٹزرلینڈ کے بیسیوں ایسے نوجوان ہیں جن کی مرحوم نے تعلیم اور مستقبل کے بارے میں نہ صرف راہنمائی کی بلکہ درجنوں کو حصولِ روزگار میں بھی مدد کی۔ خدام الاحمدیہ کے تحت انہوں نے احمدیہ ہائیکنگ کلب بھی قائم کیا اور بیسیوں نوجوانوں کو ہائیکنگ سے متعارف

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ (النساء:60)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکّام کی بھی۔

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

وَلِکُلٍّ وِّجۡہَۃٌ ہُوَ مُوَلِّیۡہَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ (سورۃ البقرہ:149)

ترجمہ: اور ہر ایک کیلئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

کروایا۔ غیر معمولی عزم رکھنے والے انسان تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو ہائیکنگ کرتے ہوئے ڈر نہیں لگتا؟ کہا کہ لگتا ہے اور میری فیملی بھی اس کو ناپسند کرتی تھی لیکن میں نے اس کا حل یہ نکالا کہ میں نے خلیفۂ وقت سے ملاقات کی۔ مجھ سے یہ ملے۔ اور سوچا کہ ان کے سامنے یہ تجویز پیش کروں۔ اگر تو انہوں نے اجازت دے دی۔ اگر میری طرف سے ان کو اجازت مل گئی تو پھر کہتے ہیں میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں سات براعظموں کی چوٹیوں کو سر کر کے ان پر لوائے احمدیت لہراؤں گا۔ انہوں نے بتایا کہ انہیں خوف تھا کہ میں کہیں ان کو منع نہ کر دوں مگر میں نے انہیں کہا کہ اگر جا سکتے ہو تو جھنڈے گاڑ دو۔ تو اب میں انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔ تو اس نوجوان نے پھر کبھی مڑ کر واپس نہیں دیکھا اور اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کیلئے انتھک محنت کی اور ایک کے بعد دوسری چوٹی سر کرتے گئے۔ مرحوم کو دنیا کی سب سے بلند چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ پر بھی لوائے احمدیت کے لہرانے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ خاکسار کو یہ علم تو نہیں کہ ان کی موت شہادت کہلائی جا سکتی ہے یا نہیں لیکن اپنے مشاہدے سے کہہ سکتا ہوں کہ مرحوم میں وہ جذبۂ ایمان تھا جو ایسے نیک لوگوں کو ہی حاصل ہوتا ہے جو شہادت کے طلبگار ہوں۔ لیکن میرے خیال میں یقیناً ایک نیک مقصد اور جذبہ کے ساتھ انہوں نے اسلام اور احمدیت اور خدا تعالیٰ کی توحید کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی ہے اور اس میں کامیاب بھی ہوئے اور اس مقصد کے سفر میں اللہ تعالیٰ کے حضور بھی حاضر ہوئے۔ انہوں نے یقیناً شہادت کا درجہ پایا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شہادت کا درجہ عطا فرمائے اور شہداء میں شمار فرمائے۔

ان کے والد محترم خادم حسین وڑائچ صاحب نے بتایا کہ ہمیں نظر آ رہا تھا کہ ہمارا یہ بیٹا آگے بڑھتا جا رہا ہے اور ایک پہاڑ کے بعد دوسرے پہاڑ پر چڑھ رہا ہے۔ اس نے بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ میرے دوست میرے سے پوچھا کرتے تھے کہ آپ ان کو روکتے کیوں نہیں ہیں۔ یہ بہت خطرناک شوق ہے۔ میں جواب دیا کرتا تھا کہ میرے روکنے سے بھی یہ نہیں رکے گا کیونکہ اس کے اندر ایک جذبہ ہے کہ میں نے جماعت کا جھنڈا دنیا کی ہر اونچی جگہ پر لہرانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام پہنچانا ہے۔

ایک دوست لکھتے ہیں کہ خاکسار نے ایک دفعہ صدر صاحب سے پوچھا کہ جب آپ پہاڑوں پر چڑھتے ہیں تو اپنے آپ کو motivate کرنے کیلئے فون پر کیا سنتے ہیں تو صدر صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ڈاؤن لوڈ (download) کی ہیں اور سفر میں ان کو سنتا ہوں۔ اس طرح کہتے ہیں میں نے صدر صاحب سے ایک مرتبہ پوچھا کہ اتنی اونچائی پر اور ٹھنڈ میں اپنی عبادت کس طرح کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ مربی صاحب مجھے پہاڑوں پر عبادت کرنے کا بہت مزہ آتا ہے۔ میرے دل میں یہ خیال گزرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء بھی پہاڑوں پر گوشہ نشینی میں دنیا کے شور سے دور جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں مجھے عبدالوحید وڑائچ صاحب نے بتایا، ایک سفر کا واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ دنالی (Denali) پہاڑ پر جو کہ نارتھ الاسکا میں ہے اور دنیا کا سب سے ٹھنڈا پہاڑ ہے اس پر چڑھنے کے دوران آپ کی شہادت کی انگلی جم گئی جو فریز ہو جاتی ہیں اور زخم ہو گیا۔ یہ بالکل جم گئی تھی۔ اور جسم کا ایک حصہ ہی نہیں رہا تھا جب آپ نے ڈاکٹر کو وہ زخم دکھایا، تو ڈاکٹر نے کہا کہ اس کو ہمیں فوری طور پر کاٹنا پڑے گا یہ بے کار ہو گئی ہے۔ صدر صاحب نے جواب دیا کہ یہ شہادت کی انگلی ہے۔ اس کے ساتھ ہم نماز میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں۔ میں اس انگلی کو ہرگز نہیں کٹواؤں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور پھر ایسا ہوا کہ دعاؤں سے وہ انگلی مکمل طور پر ٹھیک ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو ان کی خوبیاں لوگوں نے بیان کی ہیں اور میں نے بھی جو ان میں دیکھی ہیں وہ اس سے بہت بڑھ کر ان خوبیوں میں تھے۔ خلافت کے ہر حکم پر لبیک کہنے والے، صرف باتیں کرنے والے نہیں بلکہ وفا اور اخلاص میں بڑھے ہوئے تھے اور بڑھتے چلے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ ایسے لوگوں میں سے تھے جن کے جانے سے خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی وحدانیت کا جھنڈا ہر اونچی جگہ پر گاڑنا ان کا مقصد تھا جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا ذکر محترمہ امۃ النور صاحبہ کا ہے جو ڈاکٹر عبدالمالک شمیم صاحب کی اہلیہ تھیں اور صاحبزادی امۃ الرشید بیگم اور میاں عبدالرحیم صاحب کی بیٹی تھیں۔ 15 / جون کو واشنگٹن میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پڑنواسی اور اسی طرح ننھیال کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پڑنواسی بھی تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت سیدہ امۃ الحئی صاحبہ کی نواسی، صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت پروفیسر علی احمد صاحب آف بہار کی پوتی تھیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ان کے میاں ڈاکٹر عبدالمالک شمیم صاحب تھے جو مولوی عبدالباقی صاحب کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دو بیٹیوں سے نوازا۔ ان کے نکاح کے خطبہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیات جو نکاح میں تلاوت کی جاتی ہیں وہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ ان آیات میں جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہیں ایک بات یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اصلاحِ اعمال کیلئے قولِ سدید کا ہونا ضروری ہے۔ اکثر تکالیف اور پریشانیاں بداعمالیوں کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں اور جہاں تک آپس کے تعلقات کا تعلق ہے بداعمالیوں کی وجہ قولِ سدید کا نہ ہونا ہے۔ اگر صاف اور سیدھی مومنانہ بات کی جائے تو کسی غلط فہمی کا امکان نہیں رہتا اور کسی بدمزگی اور پریشانی کا خطرہ نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو اعمالِ صالحہ بجالانے کی توفیق عطا کرے اور ہم سب کے اعمال کی اصلاح کے سامان پیدا کرے اور ہمیں قولِ سدید کی ایسی عادت ہو جائے کہ یہ چیز ہمارے لیے ایک طرہ امتیاز بن جائے۔ پھر ان کے ساتھ پانچ چھ اَور بھی نکاح ہوئے تھے، ان کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ ایک نکاح تو رشتہ کے لحاظ سے اور پیار کے تعلق کے نتیجہ میں میری اپنی بچی کا ہے۔ یہ بچی میاں عبدالرحیم صاحب اور میری چھوٹی ہمشیرہ امۃ الرشید بیگم کی بچی امۃ النور ہے جن کا نکاح ڈاکٹر عبدالمالک شمیم کے ساتھ ہو رہا ہے جو مولوی عبدالباقی صاحب کے بیٹے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رشتہ کو بھی اور بقیہ پانچ رشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بہت سی خوشیوں کا وارث بنائے ہر دو افراد کیلئے بھی اور احمدیت کیلئے بھی۔ اصل نیت تو اسلام کی بھلائی کی ہونی چاہئے۔ احمدیت نے ایک لمبے عرصہ کی جدوجہد کے بعد غلبہ اسلام کی راہ میں آخری اور انتہائی کامیابی حاصل کرنی ہے اس لیے ایک کے بعد دوسری نسل کا صحیح تربیت پانا اور ان کا صحیح ذہنیت کا حامل ہونا ضروری ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال نہ ہو تو انسان کی ساری کوششیں ناکارہ اور بیکار اور بے نتیجہ ہیں۔ پس ہم دعا کرتے ہیں کہ ان رشتوں میں سے اور جو رشتے جماعت کے اندر ہو چکے ہیں یا آئندہ ہونے والے ہیں ان رشتوں کے نتیجہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی مضبوطی اور اسلام کے استحکام کے سامان پیدا ہوں۔ (ماخوذ از خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 478-479)

صاحبزادی امۃ النور صاحبہ کو جماعتی خدمات کی بھی توفیق ملی۔ نیشنل سیکرٹری تربیت امریکہ رہیں، نیشنل نائب صدر امریکہ رہیں، لوکل صدر لجنہ واشنگٹن رہیں اور مختلف کمیٹیوں کی ممبر رہیں۔ ان کی بڑی بیٹی امۃ المجیب کہتی ہیں کہ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ لوگوں کیلئے بے حد ہمدرد تھیں۔ اُمی اگر کسی کی مدد کر سکتیں تو غیر معمولی طور پر مدد کیا کرتی تھیں۔ اپنی عبادت کا بہت زیادہ خیال رکھنے والی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ کہتی ہیں جب بھی میں نے دیکھا روزانہ کبھی بھی رات کو آنکھ کھلی تو ان کو تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا۔ امۃ النور صاحبہ کے خاوند کافی عرصہ ہوا ایک ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گئے تھے۔ بیٹی کہتی ہے کہ ہمارے والد کی وفات کے بعد بیس سال بیوگی میں گزارے۔ اس حالت میں بھی انہوں نے اللہ پر کمال درجہ کا توکّل کیا۔ شکر گزاری کا پہلو بہت نمایاں تھا۔ کہتی تھیں کہ اللہ کے احسانات اور کرم ہم پر بہت زیادہ ہیں۔ میں نے یہ بات ہمیشہ ان کے منہ سے سنی کہ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ اگر شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا اس لیے ہمیشہ میرے شکر گزار بنو۔ دل کو کھلا اور کشادہ رکھنا، مہمان نوازی کرنا۔ لوگوں کیلئے حقیقی ہمدردی، صلہ رحمی کی خوبیوں کا اظہار بہت زیادہ تھا۔ کہتی ہیں اپنی ماں کے منہ سے میں نے بے شمار دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جملہ سنا ہے کہ صلہ رحمی یہ نہیں ہے کہ کوئی تم سے صلہ رحمی کرے تو تم صلہ رحمی کرو۔ صلہ رحمی یہ ہے کہ وہ تم سے قطع رحمی کرے اور تم اس سے صلہ رحمی کرو۔ اپنے ہر رشتہ اور تعلق میں مَیں نے اُمی میں یہ خوبی دیکھی ہے جو ہر کسی میں خوبی ڈھونڈتی تھیں۔ رحمی رشتوں اور جماعت کے لوگوں کا بھی اور ہمسایوں کا بھی خیال رکھنے والی تھیں۔ کوئی نیا مہمان مسجد میں آتا تو اسے ڈھونڈتی تھیں اور پھر اس کے ساتھ بیٹھ کے باتیں کرتی تھیں اور اس کو خوش آمدید کہتی تھیں۔ بے شمار لوگوں نے کہا ہے کہ وہ محبت کرنے والا وجود تھا۔ ان کی دوسری بیٹی نے بھی لکھا ہے کہ جماعت کے لوگوں، خاص طور پر نومبائعین کے ساتھ بہت زیادہ محبت کا تعلق تھا اور لوگوں نے بھی ان سے بہت پیار کیا۔ ہر انسان کی مدد کرنا چاہتی تھیں۔ یہ فکر ہوتی تھی کہ یہ نہ ہو کہ وہ کسی سے ملیں اور کوئی ضرورت ہو اور وہ اسے پورا نہ کر سکیں۔ امۃ النور صاحبہ کی بڑی بہن امۃ البصیر صاحبہ لکھتی ہیں کہ سسٹر شکورہ ایک افریقن امریکن خاتون تھیں۔ یہ جب حج پر گئیں تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ نوشی کا گھر یعنی امۃ النور صاحبہ کا گھر مکہ میں ہے۔ ان کو گھر میں نوشی کہتے تھے۔ جب سسٹر شکورہ ان کے پاس آ گئیں تو انہوں نے کہا کہ اس سے یہی مراد ہے کہ آپ میرے پاس آ گئی ہیں اور میں آپ کی خدمت کر رہی ہوں۔ ان کی بہن امۃ البصیر صاحبہ لکھتی ہیں کہ اٹھارہ سال سسٹر شکورہ جو افریقن امریکن تھیں نوشی کے پاس رہیں۔ آٹھ سال تو بالکل ہی بستر پر تھیں، نظر بھی چلی گئی تھی اور نوشی نے بہت ہی خیال رکھا۔ نمازیں بھی ان کو پڑھاتی تھیں کیونکہ وہ بھول جاتی تھیں۔ میں نے بھی دیکھا ہے کہ سسٹر شکورہ کا بڑا خیال رکھتی تھیں۔ جب میں امریکہ گیا ہوں تو خود وہیل چیئر پر بٹھا کر انہیں میرے سے ملانے کیلئے بھی لے کے آئی ہیں اور سسٹر شکورہ بھی ان کی خدمت کی بڑی شکر گزار تھیں۔

تبلیغ کا شوق تھا۔ کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کے متعلق بتانے کی کوشش کرتیں۔ کوئی پوچھ لیتا کہ پاکستان میں کس جگہ سے آئی ہیں تو ہمیشہ ربوہ کا نام لیتیں اور پھر آگے بات شروع ہو جاتی۔ یہودی مذہب کی ایک فیملی کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ اس خاندان میں ایک خاتون کا نام رقیہ اسد ہے وہ امریکہ کی نیشنل عاملہ میں بھی شامل رہی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ امۃ النور صاحبہ کا وجود بہت پیارا تھا جن سے بہت سے لوگ مستفید ہوئے۔ جسے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ الَّذِیْنَ یَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ الَّذِیْنَ یَرْوُوْنَ اَحَادِیْثِیْ وَسُنَّتِیْ وَیُعَلِّمُوْنَھَا النَّاسَ

اے اللہ میرے ان خلفاء (جانشینوں) پر رحم فرما جو میرے بعد آئیں گے، میری احادیث اور سنّت بیان کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔ (جامع الصغیر از سیوطی، جزو اول، صفحہ 60، مطبوعہ بیروت)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلاپالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الْمُنْتَخَبِیْنَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ الْوَفْدِ الْمُتَقَبَّلِیْنَ۔

اے اللہ ہمیں اپنے چنیدہ بندوں میں شامل کر لے، جن کی پیشانیاں روشن اور چمک دار ہوں، ایسے وفد میں شامل ہوں جس کی مقبولیت ہو۔ (مسند احمد، جلد 3، صفحہ 431، مطبوعہ بیروت)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

بھی ان کی صحبت کا موقع میسر آیا وہ سب ان کی خوبیوں کو سراہتے ہیں۔انہوں نے عملی طور پر اپنی زندگی اسلام احمدیت کے مطابق گزاری جس کے نتیجہ میں لوگ ان سے متاثر ہوتے اور وہ لوگوں کیلئے نمونہ تھیں۔ واقعاتی رنگ میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں لجنہ کی تربیت کیلئے انہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا تھا۔ انہوں نے ہر پروگرام میں شمولیت اختیار کی اور رضا کارانہ طور پر ہمیشہ خدمات فراہم کیں۔صبر، استقامت اور عزم کے ساتھ اپنی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کیا اور اس حوالے سے وہ دوسروں کیلئے نمونہ تھیں۔محبت اور اخلاص کے ذریعہ انہوں نے تبلیغ کا کام کیا اور نئے مہمانوں کا خیال رکھنے میں سب سے اول درجہ پر تھیں۔نوجوان عورتوں اور بوڑھی خواتین دونوں کیلئے اچھا نمونہ تھیں۔ یہ خاتون لکھتی ہیں کہ جیسے جیسے میں عمر رسیدہ ہو رہی ہوں، ویسے ویسے ان کی عزت میرے دل میں بڑھتی جا رہی ہے۔ پھر لکھتی ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں خدمت خلق کرنی چاہیے۔غریبوں اور ضرورتمندوں کا خیال رکھنا چاہیے جبکہ آنٹی نوشی نے غیر رشتہ دار افراد کی خدمت کیلئے سالہا سال سے اپنی ذات کیلئے وقت ختم کیا ہوا تھا یعنی اپنا وقت اپنے لیے کوئی وقت نہیں تھا، خدمت کرتی تھیں۔اسی طرح بعض اَور احمدی خواتین خاص طور پر افریقن امریکن خواتین نے لکھا ہے کہ ہم سے انہوں نے بڑا پیار کا تعلق رکھا اور احمدیت کی تعلیم کے بارے میں بہت کچھ ہمیں بتایا۔اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی ہمیشہ ان کی نیکیاں جاری رکھنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق دے۔خلافت کے ساتھ انہوں نے وفا کا رشتہ نبھایا ہے۔ میں نے تو یہ دیکھا ہے۔اپنے ساتھ بھی میں نے دیکھا کہ کامل اطاعت اور عاجزی کا نمونہ انہوں نے دکھایا ہے۔اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر مکرمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد خان صاحب بہادر شیر سابق افسر حفاظت خاص کا ہے جن کی جرمنی میں 14 ؍جون کو 84 سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد حضرت چودھری مظہر الحق خان صاحب کاٹھگڑھی کے ذریعہ آئی تھی۔قادیان کے بورڈنگ سکول میں بھی انہیں کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں اپنا ایک کرتہ بطور تبرک عنایت فرمایا تھا۔ان کی پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ان کے ایک بیٹے محمود احمد صاحب مربی سلسلہ اور مشنری انچارج ہیں۔فجی میں امیر جماعت بھی ہیں۔محمود احمد صاحب جو ہمارے مبلغ ہیں یہ لکھتے ہیں کہ والد محترم کی وفات کے بعد زمینوں سے جو بھی رقم آتی تھی سب سے پہلے اس میں سے چندہ ادا کرتی تھیں۔ والد صاحب کی پینشن کی رقم جمع کرتیں اور کسی استعمال میں نہ لگاتیں۔ ان پیسوں سے طاہر آباد جنوبی میں مسجد بنوائی۔ انہوں نے ہمیں ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ خلافت کے دامن کو پکڑے رکھنا۔ پھر لکھتے ہیں کہ والد صاحب کی وفات کے بعد ہم سب کو ماں اور باپ دونوں کی محبت دی اور کبھی بھی ہمیں والد کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا۔اس وقت مَیں جامعہ احمدیہ کے پہلے سال میں تھا۔ مجھے اکثر کہا کرتی تھیں کہ تم دین کے سپاہی ہو۔تم نے دین کی خاطر وقف کیا ہے۔ جہاں خلیفہ وقت کھڑا کر دے وہیں کھڑے ہو جانا اور آخر تک اسی بات کو دہراتی رہیں۔ لکھتے ہیں کہ ابتدا میں ہمارے گاؤں سے صرف والد صاحب ہی ربوہ آکر آباد ہوئے اس لیے ہمارے تمام عزیز و اقارب اکثر گاؤں سے ربوہ آتے رہتے تھے۔ان کے قیام و طعام کا بڑی خندہ پیشانی سے انتظام کیا کرتیں اور سفید پوشی کے ساتھ اپنی ہمت سے بڑھ کر مہمان نوازی کرتی تھیں۔ ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھنا آپ کو بخوبی آتا تھا۔میرے کلاس فیلوز کو بھی ہمیشہ اپنے بچوں کی طرح سمجھا۔اکثر کہتیں کہ جو ہوسٹل میں رہنے والے بچے ہیں، جو باہر کے ملکوں سے آئے ہوئے ہیں ان کو گھر لے آیا کرو تا کہ ان کا جامعہ میں دل لگا رہے۔ کہتے ہیں والدہ محترمہ کی شفقت اکثر جامعہ کے طلبہ کو ملتی رہی جس کے کئی مربیان گواہ ہیں۔ ماں کی اس شفقت میں پاکستان کے علاوہ انڈونیشیا اور افریقن ممالک کے طلبہ بھی شامل ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے پاس جتنے پیسے ہوتے وہ بانٹ دیتی تھیں یا چندہ میں دے دیتی تھیں مگر کسی میں ہمت نہ تھی کہ ان سے کہہ سکے کہ کچھ اپنے پاس بھی رکھیں۔ مربی صاحب ان کے جنازے میں میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے جیسا کہ بتایا فجی میں مشنری انچارج اور امیر ہیں، شریک نہیں ہو سکے۔اللہ تعالیٰ انہیں بھی صبر اور سکون عطا فرمائے اور ان کی باقی اولاد کو بھی صبر عطا فرمائے اور ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر کرنل جاوید رشدی صاحب کا ہے جو چودھری عبدالغنی رشدی صاحب راولپنڈی کے بیٹے تھے۔ کچھ عرصہ ہوا ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحوم موصی تھے۔فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد ہمہ وقت جماعتی خدمات میں مصروف رہے اور سیکرٹری تعلیم، سیکرٹری وقف جدید، سیکرٹری رشتہ ناطہ کے علاوہ حلقہ کے سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ تین بار صدر حلقہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی بھی رہے۔ بہت دعا گو انسان تھے۔لوگوں کی خاموشی سے مالی مدد کیا کرتے تھے۔مزاج ہمدردانہ تھا۔رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دیگر احباب کی ہمیشہ مشکل حالات میں مدد اور راہنمائی کرتے تھے۔ایک اچھے منتظم اور معاملہ فہم انسان تھے۔اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ان سب کے جنازے نماز کے بعد انشاء اللہ ادا کروں گا۔

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

بقیہ اہم سوالات کے جوابات از صفحہ 15

ہے۔چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں لکھا ہے:

اما المرأة تعتكف في مسجد بيتها

(ہدایہ باب الاعتکاف) یعنی عورت اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں: ’’مسجد کے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔‘‘

(روزنامہ الفضل 6؍مارچ 1996ء)

سوال گلشنِ وقفِ نو آسٹریلیا مؤرخہ 12؍اکتوبر 2013ء میں ایک بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار کیا کہ بچیوں کو سکارف کس عمر میں لینا چاہئے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

جواب جب تم پانچ سال کی ہو جاؤ تو اس وقت تمہیں بغیر Leggings کے فراک نہیں پہننی چاہیے، تمہاری ٹانگیں ڈھکی ہونی چاہئیں تا کہ تمہیں احساس ہو کہ آہستہ آہستہ ہمارا ڈریس جو ہے وہ Cover ہونا چاہیے۔Sleeveless فراک نہیں پہننی چاہیے۔ پھر چھ سات سال کی ہو جاؤ تو تمہاری Leggings میں مزید احتیاط ہو۔اور جب تم دس سال کی ہو جاتی ہو تو تھوڑا سا سکارف لینے کی عادت ڈالو۔اور جب گیارہ سال کی ہو جاؤ تو پھر سکارف پوری طرح لو۔سکارف لینے میں تو کوئی حرج نہیں؟ سکارف تو یہاں بھی لوگ سردیوں میں لے لیتے ہیں۔سردی ہوتی ہے تو اپنے کان نہیں لپیٹ لیتے؟ وہ سکارف ہی ہوتا ہے۔اس طرح کا سکارف لو۔

بعض لڑکیاں ہوتی ہیں، جو دس سال کی عمر میں بھی چھوٹی سی نظر آتی ہیں۔اور بعض ایسی ہوتی ہیں جو دس سال کی عمر میں بارہ سال کی لڑکی کی طرح نظر آتی ہیں، ان کے قد لمبے ہو جاتے ہیں۔تو ہر لڑکی دیکھے کہ وہ اگر بڑی بڑی نظر آتی ہے، تو اس کو سکارف لے لینا چاہیے۔چھوٹی عمر میں سکارف لینے کی عادت ڈالو گی تو پھر شرم نہیں آئے گی، نہیں تو ساری عمر شرماتی رہو گی۔ اگر تم کہو گی کہ بارہ سال کی عمر میں، تیرہ سال کی عمر میں، چودہ سال کی عمر میں جا کر سکارف لوں گی، تو پھر سوچتی رہو گی اور پھر تمہیں شرم آجائے گی۔پھر تم کہو گی اوہو کہیں لڑکیاں میرا مذاق نہ اڑائیں۔میں نے سکارف لیا تو وہ مجھ پہ ہنسیں گی۔اس لیے کبھی کبھی سکارف لینے کی عادت ڈالو۔ سات، آٹھ، نو سال کی عمر میں سکارف لینا شروع کر دو، اور لڑکیوں کے سامنے بھی لے لو تا کہ تمہاری شرم ختم ہو جائے اور جب تم بڑی نظر آؤ تو تم پوری طرح سکارف لو۔ٹھیک ہے، سمجھ آئی؟ تمہارے لیے اتنا کافی ہے اور بڑی لڑکیوں کیلئے اتنا کافی ہے کہ اصل چیز پردہ کا مقصد یہ ہے کہ حیا ہونی چاہئے اور یہ جو یورپین ہیں یا ویسٹرن Influence کے اندر آتے ہیں، پرانے زمانہ میں ان کے لباس بھی یہاں تک ہوتے تھے (اس موقع پر حضور انور نے اپنے ہاتھوں کی کلائیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ مرتب)، لمبی میکسی فراکس ہوتی تھیں۔اب تو یہ ننگے پھرتے ہیں ناں؟

سوال یہ ہے کہ مرد جو ہے وہ اچھا اور Well Dressed اس وقت کہلاتا ہے جب اس نے ٹراؤزرز پورے پہنے ہوں، کوٹ پہنا ہو، ٹائی لگائی ہو۔اور عورت کو کہتے ہیں کہ تم Well Dressed اس وقت ہو گی، جب تم نے منی سکرٹ پہنی ہو۔ یہ مجھے فلسفہ سمجھ نہیں آیا۔

اس لیے مردوں کو نہ دیکھو۔اور عورتیں بھی جو خود اپنے آپ کو ننگا کرتی ہیں، اپنی بے عزتی کرواتی ہیں۔اس لیے احمدی لڑکی، احمدی عورت کا وقار اسی میں ہے کہ اپنی حیا کو قائم کرے کیونکہ اصل چیز حیا ہے اور یہ حیا ہے جو دوسروں کو تمہارے پہ غلط نظر ڈالنے سے روکتی ہے۔

سوال آسٹریلیا کے واقفاتِ نو کے اسی پروگرام گلشن وقف نو مؤرخہ 12؍اکتوبر 2013ء میں ایک بچی نے حضور انور کی خدمت اقدس میں سوال کیا کہ ہم رمضان کے روزے کس عمر میں رکھنا شروع کریں؟ اس استفسار کا جواب عطا فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب روزے تم پر اس وقت فرض ہوتے ہیں جب تم لوگ پوری طرح Mature ہو جاؤ۔اگر تم سٹوڈنٹ ہو اور تمہارے امتحان ہو رہے ہیں تو ان دنوں میں اگر تمہاری عمر تیرہ، چودہ، پندرہ سال ہے تو تم روزے نہ رکھو۔اگر تم برداشت کر سکتی ہو تو پندرہ سولہ سال کی عمر میں روزے ٹھیک ہیں۔لیکن عموماً فرض روزے جو ہیں وہ سترہ، اٹھارہ سال کی عمر سے فرض ہوتے ہیں، اس کے بعد بہرحال رکھنے چاہئیں۔ باقی شوقیہ ایک، دو، تین، چار روزے اگر تم نے رکھنے ہیں تو آٹھ دس سال کی عمر میں رکھ لو، فرض کوئی نہیں ہیں۔تمہارے پہ فرض ہوں گے جب تم بڑی ہو جاؤ گی، جب روزوں کو برداشت کر سکتی ہو۔یہاں (آسٹریلیا میں۔ مرتب) مختلف موسموں میں کتنا فرق ہوتا ہے؟ Day Light کتنے گھنٹے کی ہوتی ہے؟ سحری اور افطاری میں کتنا فرق ہوتا ہے؟ بارہ گھنٹے؟ اور Summer میں کتنا ہوتا ہے؟ انیس گھنٹے کا ہوتا ہے؟ ہاں تو بس انیس گھنٹے تم بھوکی نہیں رہ سکتی۔ یوکے میں بھی آج کل، جو پیچھے گرمیاں گزری ہیں، ان میں تمہارے روزے چھوٹے تھے اور وہاں لمبے روزے تھے۔ساڑھے اٹھارہ گھنٹے کے روزے تھے۔تو سویڈن وغیرہ میں بائیس گھنٹے کے روزے ہوتے ہیں۔ تو وہاں تو بہرحال وقت کو ایڈجسٹ کرنا پڑتا ہے۔کیونکہ اتنا لمبا روزہ بھی نہیں رکھا جا سکتا۔لیکن برداشت اس وقت ہوتی ہے جب تم جوان ہو جاتی ہو، کم از کم سترہ اٹھارہ سال کی ہو جاؤ تو پھر ٹھیک ہے۔ پھر روزے رکھو۔ سمجھ آئی؟ تمہارے اماں ابا کیا کہتے ہیں؟ دس سال کی عمر میں تم پر روزہ فرض ہو گیا ہے؟ لیکن عادت ڈالا کرو۔چھوٹے بچوں کو بھی دو تین روزے ہر رمضان میں رکھ لینے چاہئیں تا کہ پتہ لگے کہ رمضان آرہا ہے۔لیکن روزے نہ بھی رکھنے ہوں تو صبح اٹھو اور اماں ابا کے ساتھ سحری کھاؤ، نفل پڑھو، نمازیں باقاعدہ پڑھو۔تم لوگوں کا، سٹوڈنٹس کا اور بچیوں کا رمضان یہی ہے کہ رمضان میں اٹھیں ضرور اور سحری کھائیں، اہتمام کریں اور اس سے پہلے دو یا چار نفل پڑھ لیں۔ پھر نمازیں باقاعدہ پڑھیں۔قرآن شریف باقاعدہ پڑھیں۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان، شعبہ ریکارڈ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 27؍اکتوبر 2020)

نبیوں کا سردار ﷺ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سچ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی مقام تو سچ کے متعلق اتنا بالا تھا کہ آپ کی قوم نے آپ کا نام ہی صدیق رکھ دیا تھا۔ آپ اپنی جماعت کو بھی سچ پر قائم رہنے کی ہمیشہ نصیحت فرماتے تھے اور ایسے اعلیٰ درجہ کے سچ کے مقام پر کھڑا کرنے کی کوشش فرماتے تھے جو ہر قسم کے جھوٹ کے شائبوں سے پاک ہو۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ سچ ہی نیکی کی طرف توجہ دلاتا ہے اور نیکی ہی انسان کو جنت دلاتی ہے اور سچ کا اصل مقام یہ ہے کہ انسان سچ بولتا چلا جائے یہاں تک کہ خدا کے حضور بھی وہ سچا سمجھا جائے۔

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص قید ہو کر آیا جو بہت سے مسلمانوں کے قتل کا موجب ہو چکا تھا۔ حضرت عمرؓ سمجھتے تھے کہ یہ شخص واجبُ القتل ہے اور وہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھتے تھے کہ اگر آپ اشارہ کریں تو اُسے قتل کر دیں۔ جب وہ شخص اُٹھ کر چلا گیا تو حضرت عمرؓ نے کہا۔ یَا رَسُوْلَ اللہ! یہ شخص تو واجبُ القتل تھا۔ آپ نے فرمایا واجبُ القتل تھا تو تم نے اُسے قتل کیوں نہ کیا۔ اُنہوں نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! آپ اگر آنکھ سے اشارہ کر دیتے تو میں ایسا کر دیتا۔ آپ نے فرمایا نبی دھوکے باز نہیں ہوتا۔ یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ میں منہ سے تو اُس سے پیار کی باتیں کر رہا ہوتا اور آنکھ سے اُسے قتل کرنے کا اشارہ کرتا۔

ایک دفعہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! مجھ میں تین عیب ہیں۔ جھوٹ، شراب خوری اور زنا۔ میں نے بہت کوشش کی ہے کہ یہ عیب کسی طرح مجھ سے دور ہو جائیں مگر میں اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ آپ کوئی علاج بتائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایک گناہ چھوڑنے کا تم مجھ سے وعدہ کرو۔ دو میں چھڑا دوں گا۔ اُس نے کہا میں وعدہ کرتا ہوں فرمائیے کون سا گناہ چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا جھوٹ چھوڑ دو۔ کچھ دنوں کے بعد وہ آیا اور اُس نے کہا آپ کی ہدایت پر میں نے عمل کیا اور میرے سارے ہی گناہ چھٹ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بتاؤ کیا گزری؟ اُس نے کہا میرے دل میں ایک دن شراب کا خیال آیا میں شراب پینے کیلئے اُٹھا تو مجھے خیال آیا کہ اگر میرے دوست مجھ سے پوچھیں گے کہ کیا تم نے شراب پی ہے تو پہلے میں جھوٹ بول دیا کرتا تھا اور کہہ دیا کرتا تھا کہ نہیں پی۔ مگر اب میں نے سچ بولنے کا اقرار کیا ہے اگر میں نے کہا کہ شراب پی ہے تو میرے دوست مجھ سے چُھٹ جائیں گے اور اگر کہوں گا کہ نہیں پی تو جھوٹ کا ارتکاب کروں گا جس سے بچنے کا میں نے اقرار کیا ہے۔ چنانچہ میں نے دل میں کہا کہ اِس وقت نہیں پیتے پھر پیئیں گے۔ اِسی طرح میرے دل میں زنا کا خیال پیدا ہوا اور اسکے متعلق بھی میری اپنے دل سے یہی باتیں ہوئیں کہ اگر میرے دوست مجھ سے پوچھیں گے تو میں کیا کہوں گا۔ اگر یہ کہوں گا کہ میں نے زنا کیا ہے تو میرے دوست مجھ سے چُھٹ جائیں گے اور اگر یہ کہوں گا کہ نہیں کیا تو جھوٹ بولوں گا۔ اور جھوٹ سے بچنے کا میں اقرار کر چکا ہوں۔ اسی طرح میرے اور میرے دل کے درمیان کئی دن تک یہ بحث ومباحثہ جاری رہا۔ آخر کچھ مدت تک اِن دونوں عیبوں سے بچنے کی وجہ سے میرے دل سے ان کی رغبت بھی مٹ گئی اور سچ کے قبول کرنے کی وجہ سے باقی عیبوں سے بھی محفوظ ہو گیا۔

تجسس کی ممانعت اور نیک ظنی کا حکم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجسس سے منع فرماتے تھے اور ایک دوسرے پر نیک ظنی کا حکم دیتے رہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آپ فرمایا کرتے تھے بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سب سے بڑا جھوٹ ہے اور تجسس نہ کرو اور لوگوں کے حقارت سے اَور نام نہ رکھا کرو اور حسد نہ کیا کرو اور آپس میں بغض نہ رکھا کرو اور سب کے سب اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے بندے سمجھو اور اپنے آپ کو بھائی بھائی سمجھو جس طرح خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔

پھر فرماتے یاد رکھو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ مصیبت کے وقت اُس کا ساتھ چھوڑتا ہے نہ مال یا علم یا کسی اور چیز کی کمی کی وجہ سے اُس کو حقیر سمجھتا ہے۔ تقویٰ انسان کے دل سے پیدا ہوتا ہے اور انسان کو گندہ کر دینے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر سمجھے۔ اور ہر مسلمان پر اس کے دوسرے مسلمان بھائی کے خون اور اس کی عزت اور اسکے مال پر حملہ کرنا حرام ہے اللہ تعالیٰ جسموں کو نہیں دیکھا کرتا نہ صورتوں کو دیکھتا ہے نہ تمہارے اعمال کی ظاہری حالت کو دیکھتا ہے بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

سَودا سلف کے متعلق دھوکا بازی اور فریب سے نفرت

آپ اِس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ مسلمانوں میں دھوکا اور فریب کی کوئی بات نہ پائی جائے۔ ایک دفعہ آپ بازار میں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے غلہ کا ایک ڈھیر دیکھا جو نیلام ہو رہا تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ غلّہ کے ڈھیر میں ڈالا تو معلوم ہوا کہ باہر کی طرف سے تو غلّہ سُوکھا ہوا ہے مگر اندر کی طرف سے گیلا ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ نکال کر غلّہ والے سے کہا کہ یہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا۔ یَا رَسُوْلَ اللہ! بارش کا چھینٹا آ گیا تھا جس سے غلّہ گیلا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مگر تم نے گیلا حصہ باہر کیوں نہ رکھا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جاتا۔ پھر فرمایا جو شخص دوسرے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے وہ جماعت کا مفید وجود نہیں ہو سکتا۔

آپ بڑی تاکید سے فرماتے تھے کہ تجارت میں بالکل دھوکا نہیں ہونا چاہئے اور بغیر دیکھے کے کوئی چیز نہیں لینی چاہئے اور سَودے پر سَودا نہیں کرنا چاہئے اور سامان کو اس لئے روک نہیں رکھنا چاہئے کہ جب اِس کی قیمت بڑھ جائے گی تو اِسکو فروخت کریں گے۔ بلکہ حاجتمندوں کو ساتھ کے ساتھ چیزیں دیتے رہنا چاہئے۔

مایوسی

آپ مایوسی کی روح کے سخت خلاف تھے۔ فرماتے تھے جو شخص قوم میں مایوسی کی باتیں کرتا ہے وہ قوم کی ہلاکت کا ذمہ دار ہوتا کیونکہ بعض ایسی باتوں کے پھیلنے سے قوم کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے اور پستی کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتی ہے جس طرح فخر اور کبر سے آپ روکتے تھے کہ یہ چیزیں بھی درحقیقت قوم کو پستی کی طرف لے جاتی ہیں آپ کا حکم تھا کہ ان دونوں کے درمیان راستہ ہونا چاہئے۔ نہ انسان فخر اور کبر کا راستہ اختیار کرے اور نہ مایوسی اور ناامیدی کا راستہ اختیار کرے بلکہ کام کرے مگر نتیجہ کی امید خدا تعالیٰ پر ہی رکھے۔ اپنی جماعت کی ترقی کی خواہش اس کے دل میں ہو مگر فخر اور کبر پیدا نہ ہو۔

جانوروں سے حسنِ سلوک

آپ جانوروں تک پر ظلم کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے بنی اسرائیل میں ایک عورت کو اِس لئے عذاب ملا کہ اس نے اپنی بلی کو بھوکا مار دیا تھا۔

اِسی طرح فرماتے تھے پہلی اُمتوں میں سے ایک شخص اِس لئے بخشا گیا کہ اُس نے ایک پیاسا کتا دیکھا پاس ایک گہرا گڑھا تھا جس میں سے کتا پانی نہیں پی سکتا تھا۔ اُس آدمی نے اپنا بوٹ پاؤں سے کھولا اور گڑھے میں اُس بوٹ کو لٹکا کر اس کے ذریعہ پانی نکالا اور کتے کو پلا دیا۔ اِس نیکی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آپ کے ساتھ سفر پر جا رہے تھے کہ ہم نے ایک فاختہ کے دو بچے دیکھے بچے ابھی چھوٹے تھے ہم نے وہ بچے پکڑ لئے جب فاختہ واپس آئی تو وہ چاروں طرف گھبرا کر اُڑنے لگی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُس مجلس میں تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا۔ اِس جانور کو اسکے بچوں کی وجہ سے کس نے تکلیف دی؟ فوراً اسکے بچوں کو چھوڑ دو تا کہ اِس کی دلجوئی ہو جائے۔

اِسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے چیونٹیوں کا ایک غار دیکھا اور ہم نے پھونس ڈال کر اُسے جلا دیا۔ اِس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا؟ ایسا کرنا مناسب نہیں۔

ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ ایک گدھے کے منہ پر نشان لگایا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نشان کیوں لگا رہے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ رومی لوگوں میں اعلیٰ گدھوں کی پہچان کیلئے نشان لگایا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسا مت کیا کرو۔ منہ جسم کا نازک حصہ ہے۔ اگر نشان لگانا ہی پڑے تو جانور کی پیٹھ پر نشان لگا دیا کرو۔ چنانچہ اُسی وقت سے مسلمان جانور کی پیٹھ پر نشان لگاتے ہیں اور اب اُن کی دیکھا دیکھی یورپ والے بھی پیٹھ پر ہی نشان لگاتے ہیں۔

مذہبی رواداری

آپ مذہبی رواداری پر نہایت زور دیتے تھے اور خود بھی اعلیٰ درجہ کا نمونہ اِس بارہ میں دکھاتے تھے۔ یمن کا ایک عیسائی قبیلہ آپ سے مذہبی تبادلہ خیال کرنے کیلئے آیا۔ جس میں اُن کے بڑے بڑے پادری بھی تھے۔ مسجد میں بیٹھ کر گفتگو شروع ہوئی اور گفتگو لمبی ہو گئی۔ اِس پر اِس قافلہ کے پادری نے کہا اب ہماری نماز کا وقت ہے ہم باہر جا کر اپنی نماز ادا کر آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باہر جانے کی کیا ضرورت ہے ہماری مسجد میں ہی اپنی نماز ادا کر لیں۔ آخر ہماری مسجد خدا کے ذکر ہی کیلئے بنائی گئی ہے۔

بہادری

آپ کی بہادری کے کئی واقعات آپ کی سوانح میں بیان ہو چکے ہیں۔ ایک واقعہ اِس جگہ بھی لکھ دیتا ہوں۔ جب مدینہ میں یہ خبریں مشہور ہونی شروع ہوئیں کہ روما کی حکومت ایک بڑا لشکر مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے بھجوا رہی ہے تو مسلمان خاص طور پر راتوں کو احتیاط کرتے اور جاگتے رہتے۔ ایک دفعہ باہر جنگل کی طرف سے شور کی آواز آئی۔ صحابہ جلدی جلدی اپنے گھروں سے نکلے کچھ اِدھر اُدھر دوڑنے لگے اور کچھ مسجد میں آ کر جمع ہو گئے اور اِس انتظار میں بیٹھ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلیں تو آپ کے حکم پر عمل کریں اور اگر خطرہ ہو تو اُس کو دور کریں۔ جب وہ لوگ اِس انتظار میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے نکلیں تو اُنہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے گھوڑے پر سوار باہر سے تشریف لا رہے ہیں معلوم ہوا کہ شور کی پہلی آواز پر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل میں اِس بات کے دیکھنے کیلئے چلے گئے تھے کہ کوئی خطرہ کی بات تو نہیں۔ اور آپ نے اس بات کا انتظار نہ کیا کہ صحابہؓ جمع ہو جائیں تو ان کے ساتھ مل کر باہر جائیں بلکہ اکیلے ہی باہر گئے اور حقیقت حال سے آگاہ ہو کر واپس آئے اور صحابہؓ کو تسلی دی کہ خطرہ کی کوئی بات نہیں تم آرام سے اپنے گھروں میں جا کر سو رہو۔

کم عقلوں کے ساتھ محبت کا سلوک

کم عقلوں کے ساتھ آپ نہایت ہی محبت اور شفقت کا سلوک کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک اعرابی نیا نیا اِسلام لایا اور آپ کی مسجد میں بیٹھے بیٹھے اُسے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی وہ اُٹھ کر مسجد کے ایک کونہ میں ہی پیشاب کرنے لگا۔ صحابہؓ اُس کو منع کرنے لگے تو آپ نے اُنہیں روک دیا اور فرمایا کہ اِس سے اُس کو ضرر پہنچ جائے گا تم ایسا نہ کرو جب یہ پیشاب کر چکے تو یہاں پانی ڈال کر اِس جگہ کو دھو دینا۔

وفائے عہد

وفائے عہد کا آپ کو اِس قدر خیال تھا کہ ایک دفعہ ایک حکومت کا ایک ایلچی آپ کے پاس کوئی پیغام لے کر آیا اور آپ کی صحبت میں کچھ دن رہ کر اِسلام کی سچائی کا قائل ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِس نے عرض کیا کہ یَا رَسُوْلَ اللہ! میں تو دل سے مسلمان ہو چکا ہوں میں اپنے اِسلام کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ مناسب نہیں تم اپنی حکومت کی طرف سے ایک امتیازی عہدہ پر مقرر ہو کر آئے ہو اِسی حالت میں واپس جاؤ اور وہاں جا کر اگر تمہارے دل میں اِسلام کی محبت پھر بھی قائم رہے تو دوبارہ آ کر اِسلام قبول کرو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مضمون کوئی ایسا مضمون نہیں جس کو صرف چند صفحوں میں ختم کیا جا سکے یا جس کا صرف چند پہلوؤں سے اندازہ لگایا جائے مگر چونکہ نہ یہ سیرت کی ایک مستقل کتاب ہے اور نہ اِس دیباچہ میں لمبی بات کی گنجائش ہو سکتی ہے اِس لئے میں اتنے پر ہی اکتفاء کرتا ہوں۔ (ختم شد)

(نبیوں کا سردار ﷺ صفحہ 314 تا 321، مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
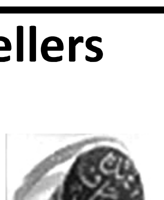

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(346) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں غلام نبی صاحب سیٹھی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب کہ میں قادیان میں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ تصنیف فرما رہے تھے حضرت صاحب نے جماعت کے ساتھ مشورہ فرمایا کہ علماء اور گدی نشینوں میں کس طرح تبلیغ ہونی چاہئے۔ اس کے متعلق باہم تبادلہ خیالات شروع ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ ان لوگوں کیلئے تو عربی زبان میں کوئی تصنیف ہونی چاہئے مگر مشکل یہ ہے کہ میں کوئی ایسی اچھی عربی جانتا نہیں ہوں۔ ہاں میں اردو میں مضمون لکھ لاتا ہوں اور پھر مل ملا کر عربی کرلیں گے۔ چنانچہ حضرت صاحب اندرون خانہ تشریف لے گئے اور پھر جب حضور باہر تشریف لائے تو کچھ عربی لکھ کر ساتھ لائے جسے دیکھ کر مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب حیران رہ گئے حتیّٰ کہ مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ میں نے عربی کا بہت مطالعہ کیا ہے لیکن ایسی عمدہ عربی میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اسکے متعلق دُعا کی تھی سو خدا کی طرف سے مجھے چالیس ہزار مادہ عربی زبان کا سکھایا گیا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ عربی زبان کا علم معجزانہ طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا گیا تھا حتیّٰ کہ آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ خواہ ساری دنیا کے علماء اور عرب اور مصر اور شام کے ادیب باہم مل کر میرا مقابلہ کرنا چاہیں مگر خدا ان کو عربی کی تصنیف میں میرے مقابلہ میں ذلّت کی شکست دیگا اور وہ ہرگز میرے جیسا پرمغز اور لطیف اور ملیح اور فصیح اور بلیغ کلام تصنیف نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ باوجود آپ کے متعدد مرتبہ چیلنج دینے کے کسی کو آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں ہوئی کیونکہ سب کے دل محسوس کرتے تھے کہ آپ کا عربی کلام اپنی معنوی اور ادبی خوبیوں کیوجہ سے ان کے دائرہ قدرت سے باہر ہے اور یہ سب کچھ ایک ایسے شخص کے ہاتھ پر ظہور پذیر ہوا جس کا مطالعہ جہاں تک ادب عربی کی درسی تعلیم کا تعلق ہے بالکل معمولی تھا اور جس نے صرف عام معروف درسی کتب اوائل عمر میں استاد سے پڑھی تھیں اور بس مگر جب خدا نے اپنے پاس سے اپنی تقدیر خاص کے ماتحت اسے علم عطا کیا تو پھر وہی تھا کہ عرب وعجم کو للکارتا تھا کہ کوئی میرے مقابلہ میں آئے مگر کسی کو سر اُٹھانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

’’جے تو اُسدا ہو رہیں تے سب جگ تیرا ہو‘‘

(347) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ میں ابھی بالکل نوجوان تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کا شرف مجھے نصیب ہوا اور وہ اس طرح پر کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم جو ہمارے گاؤں کے پاس موضع تھہ غلام نبی کے رہنے والے تھے وہ بعارضہ اسہال یعنی سنگر یہنی سخت بیمار ہوگئے اور علاج کیلئے قادیان آئے اور پھر قادیان میں ہی رہنے لگ گئے ان کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب بہت بزرگ آدمی ہیں اور ان کو الہام بھی ہوتا ہے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب پٹھانکوٹ کی ریلوے لائن ابھی جاری ہوئی تھی۔ حافظ حامد علی صاحب کی بات سن کر مجھے حضرت کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا اور میں نے اپنے والد صاحب سے اجازت لی۔ انہوں نے خوشی سے اجازت دی اور کہا کہ مرزا صاحب بہت بزرگ آدمی ہیں تم ان کے پاس بے شک جاؤ چنانچہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہی دنوں میں مسجد مبارک کی بنیاد رکھی گئی تھی مگر ابھی مسجد تعمیر نہ ہوئی تھی۔ چونکہ میں حافظ قرآن تھا حضرت صاحب نے مجھے قرآن شریف سنانے کیلئے فرمایا جسے سُن کر آپ بہت خوش ہوئے پھر دو ایک دن ٹھہر کر میں چلا آیا اور حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ زندگی کا اعتبار نہیں ہے جلدی جلدی آکر ملنا چاہئے۔ اس کے بعد میں ہفتہ عشرہ کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ ان دنوں میں میں نے دیکھا کہ حضور کی زبان مبارک پر سبحان اللہ اور سبحان اللہ وبحمدہٖ کے الفاظ اکثر رہتے تھے۔ اور ایک دفعہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ قناعت سے انسان خوش رہتا ہے۔ اس زمانہ میں حضور کے پاس سوائے دو تین خادموں کے اور کوئی نہ ہوتا تھا۔ پھر بعد میں آہستہ آہستہ دو دو چار چار آدمیوں کی آمدورفت شروع ہوگئی۔ ان دنوں میں میرے ایک عزیز دوست حافظ نبی بخش صاحب بھی جن کی عمر اس وقت دس بارہ سال کی تھی میرے ہمراہ قادیان جایا کرتے تھے۔ رات ہوتی تو حضرت صاحب ہم سے فرماتے کہ آپ کہاں سوئیں گے۔ ہم حضور سے عرض کرتے کہ حضور ہی کے پاس سو رہیں گے اور دل میں ہمارے یہ ہوتا تھا کہ حضور جب تہجد کیلئے رات کو اُٹھیں گے تو ہم بھی ساتھ ہی اُٹھیں گے۔ مگر آپ اُٹھ کر تہجد کی نماز پڑھ لیتے تھے اور ہم کو خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ جب آپ اُٹھتے تھے تو چراغ روشن فرما لیتے تھے۔ مگر جب لیٹتے تو چراغ گل کر لیتے تھے بعض اوقات ہم آپ کو چراغ گل کرتے دیکھتے تو دل میں بہت شرمندہ ہوتے تھے ان دنوں میں حضرت صاحب بعد نماز عصر سیر کیلئے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور کوس کوس دو دو کوس نکل جایا کرتے تھے بعض وقت مغرب کی نماز باہر ہی پڑھ لیا کرتے تھے اور مجھے امام کر لیتے تھے اور آپ خود مقتدی ہو جاتے تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ آج کس طرف سیر کو چلیں؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت! آج تتلے کی نہر کی طرف چلیں۔ حضور مسکرانے لگے اور فرمایا کہ کسی نے ایک بھوکے سے پوچھا تھا کہ ایک اور ایک کتنے ہوتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ دو روٹیاں۔ سو میاں نور محمدؐ کا بھی یہی مطلب ہے کہ اسی راستے سے اپنے گاؤں کی طرف نکل جائیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حافظ نور محمدؐ صاحب پرانے اور مخلص آدمی ہیں۔ ان کا گاؤں فیض اللہ چک قادیان سے قریباً چار پانچ میل کے فاصلہ پر جانب شمال مغرب آباد ہے اور موضع تتلہ جس کا اس روایت میں ذکر ہے قادیان سے ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے جو فیض اللہ چک کے راستہ میں پڑتا ہے۔ حافظ نور محمد صاحب کی قادیان میں ابتدائی آمد کا زمانہ 1884ء کے قریب کا معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(348) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جن ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوشیار پور جا کر ٹھہرے تھے اور ماسٹر مرلی دھر آریہ کے ساتھ آپ کا مباحثہ ہوا تھا۔ آپ شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے مکان پر ٹھہرے تھے۔ شیخ صاحب حضرت صاحب سے بہت ادب کے ساتھ پیش آتے تھے ان دنوں میں آپ نے یہ رؤیا دیکھا تھا کہ شیخ مہر علی صاحب کے مکان کے فرش کو آگ لگ گئی ہے اور آپ نے خود پانی لے کر اسے بجھایا ہے۔ اور آپ نے اس کی تعبیر یہ فرمائی تھی کہ شیخ صاحب پر کوئی بلا آنے والی ہے چنانچہ آپ نے قادیان واپس آکر شیخ مہر علی صاحب کو ایک خط کے ذریعہ اس بات کی اطلاع بھی دے دی تھی کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے۔ آپ بہت توبہ واستغفار کریں۔ اس کے بعد شیخ صاحب کے خلاف ایک سنگین فوجداری مقدمہ شروع ہوگیا اور ان پر یہ الزام لگایا گیا کہ ہندو اور مسلمانوں میں جو ہوشیار پور میں بلوہ ہوا تھا اس کے شیخ صاحب ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ شیخ صاحب ماخوذ کرلئے گے۔ اس زمانہ میں جب ہم حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو حضور فرمایا کرتے تھے کہ شیخ مہر علی کے واسطے دُعا کیا کریں اور اگر کسی کو ان کے متعلق کوئی خواب آوے تو بتادے اور صبح کے وقت دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کوئی خواب دیکھا ہے یا نہیں؟ اور فرماتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی صحابہ سے اسی طرح دریافت فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جو ہم گئے تو فرمایا کہ شیخ صاحب کے واسطے دُعا کر کے سونا۔ حافظ نبی بخش صاحب نے ہنس کر عرض کیا کہ یہ (یعنی خاکسار نور محمدؐ) بہت وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں تو وظیفہ نہیں کرتا صرف قرآن شریف ہی پڑھتا ہوں۔ آپ مسکرا کر فرمانے لگے کہ تمہاری تو یہ مثال ہے کہ کسی شخص نے کسی کو کہا کہ یہ شخص بہت عمدہ کھانا کھایا کرتا ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ میں تو کوئی اعلیٰ کھانا نہیں کھاتا صرف پلاؤ کھایا کرتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف سے بڑھ کر اور کون سا وظیفہ ہے۔ یہی بڑا اعلیٰ وظیفہ ہے۔

(349) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نور محمدؐ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب میں اور حافظ نبی بخش صاحب حضرت صاحب کی ملاقات کیلئے گئے تو آپ نے عشاء کے بعد حافظ نبی بخش صاحب سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ’’میاں نبی بخش آپ کہاں لیٹیں گے؟ میاں نور محمدؐ تو لحد کی مشق کر رہے ہیں‘‘ بات یہ تھی کہ اس وقت میں جہاں لیٹا ہوا تھا میرے نیچے ایک ٹکڑا سرکنڈے کا پڑا تھا جو قدِ آدم لمبا تھا۔ اسے دیکھ کر آپ نے بطور مزاح ایسا فرمایا۔ کیونکہ دستور ہے کہ مردہ کو کسی سرکنڈہ سے ناپ کر لحد کو اس کے مطابق درست کیا کرتے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی طبیعت نہایت بامذاق واقع ہوئی تھی اور بعض اوقات آپ اپنے خدام کے ساتھ بطریق مزاح بھی گفتگو فرما لیتے تھے۔ دراصل حدِ اعتدال کے اندر جائز خوش طبعی بھی زندہ دلی کی علامت ہے اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی بعض اوقات اپنے صحابہ سے خوش طبعی کے طریق پر کلام فرماتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علیؓ اور بعض دوسرے صحابہ کھجوریں کھا رہے تھے کہ آپ کو حضرت علیؓ کے ساتھ مزاح کا خیال آیا اور آپ نے اپنی کھائی ہوئی کھجوروں کی گٹھلیاں بھی حضرت علیؓ کے سامنے رکھنی شروع کردیں اور بعد میں فرمایا کہ دیکھو کس نے زیادہ کھجوریں کھائی ہیں؟ چنانچہ دیکھا تو حضرت علیؓ کے سامنے کھجوروں کی گٹھلیوں کا ایک خاصہ ڈھیر لگا رکھا تھا۔ کیونکہ علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوسرے صحابہ نے بھی اپنی گٹھلیوں کا بیشتر حصہ حضرت علیؓ کے سامنے جمع کردیا تھا یہ دیکھ کر حضرت علیؓ پہلے تو کچھ شرمائے کہ میں سب سے زیادہ پیٹو ثابت ہوا لیکن جوانی کی عمر تھی اور ذہن بھی رسا رکھتے تھے فوراً بولے کہ بات یہ ہے کہ میں نے تو صرف کھجور کا گودا کھایا ہے اس لئے میرے سامنے گٹھلیاں جمع نظر آتی ہیں۔ لیکن دوسرے لوگ گٹھلیاں بھی ساتھ ہی چٹ کر گئے ہیں۔ اس لئے ان کے سامنے گٹھلیاں نظر نہیں آتیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت ہنسے۔ اسی طرح ذکر آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک عمر رسیدہ بوڑھی عورت نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! میرے واسطے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے جنت میں جگہ دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جنت میں تو کوئی بوڑھی عورت نہیں جائیگی۔ وہ بےچاری بہت گھبرائی مگر آپ نے جلد ہی یہ کہہ کر اس کی تسلی کی، کہ بات یہ ہے کہ جنت میں سب لوگ جوان بنا کر داخل کئے جاویں گے۔ غرض جائز اور مناسب مزاح شانِ نبوت کے منافی نہیں بلکہ زندہ دلی کی علامت ہے اور مجھ سے ڈاکٹر میر محمدؐ اسماعیل صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت بامذاق طبیعت رکھتے تھے اور بعض اوقات تو خود ابتداءً مزاح کے طور پر کلام فرماتے تھے۔

(350) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہمارے گھر میں ایک خادمہ عورت رہتی تھی جس کا نام مہرو تھا۔ وہ بیچاری ایک گاؤں کی رہنے والی تھی اور ان الفاظ کو نہ سمجھتی تھی جو ذرا زیادہ ترقی یافتہ تمدن میں مستعمل ہوتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اسے فرمایا کہ ایک خلال لاؤ، وہ جھٹ گئی اور ایک پتھر کا ادویہ کوٹنے والا کھرل اُٹھا لائی جسے دیکھ کر حضرت صاحب بہت ہنسے اور ہماری والدہ صاحبہ سے ہنستے ہوئے فرمایا کہ دیکھو میں نے اس سے خلال مانگا تھا اور یہ کیا لے آئی ہے۔ اسی عورت کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ میاں غلام محمدؐ کاتب امرتسری نے دروازہ پر دستک دی اور کہا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو کہ کاتب آیا ہے۔ یہ پیغام لے کر وہ حضرت صاحب کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ حضور قاتل دروازے پر کھڑا ہے اور بلاتا ہے۔ حضرت صاحب بہت ہنسے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

خطبہ عید الفطر

ایک مسلمان حقیقی مومن اسی وقت بن سکتا ہے جب حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ رہے

رمضان کا فیض اس صورت میں حاصل ہوگا جب انسان میں پاک تبدیلیاں مستقلاً پیدا ہو جائیں
اور عید کی خوشیاں بھی اس وقت حاصل ہوں گی جب یہ تبدیلیاں ہمیشہ کیلئے زندگی کا حصہ بن جائیں

اسلام کا منشا یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے، پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو

ہر کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس کام سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض

حقیقی مسلمان ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کی جاوے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بنا پر نہ ہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہو کر ہو پھر وہ محبت بجائے خود اس کیلئے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے

بیعت کے بعد ہمیں اللہ تعالیٰ سے لو لگانے میں بھی ایک خاص رنگ پیدا کرنا ہوگا، ذکرِ الٰہی میں بھی ایک خاص رنگ پیدا کرنا ہوگا
اپنے بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی میں بھی ایک خاص رنگ پیدا کرنا ہوگا اور جب یہ ہوگا تو وہ ہماری حقیقی عید ہوگی

مسلم ممالک جو ہیں وہ اکٹھے ہو کر اپنا کردار ادا کریں تو فلسطینیوں کو اور جو اور دوسری جگہ مظلوم مسلمان ہیں جہاں بھی ہیں ان کو ظلموں سے بچا سکتے ہیں

فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کیلئے، پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کیلئے، ضرورت مندوں کیلئے نیز دنیا سے ظلم کے خاتمے اور کورونا وائرس کی وبا سے نجات کیلئے دعا کی تحریک

خطبہ عید الفطر سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 / مئی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ عید الفطر کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں رمضان کے مہینے سے گزار کر آج عید کا دن دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی لیکن کیا یہی اس رمضان کا مقصد تھا؟ کیا یہی اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا تھا کہ ہم انتیس، تیس دن روزے رکھیں اور عید منالیں، خوشیاں منالیں اور کھا پی لیں، کھیل کود کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو تو حقیقت میں ہم اس وقت حاصل کرنے والے ہوں گے جب رمضان کے روزے اور یہ عید ہمیں اس مقصد کو سمجھنے والا بنائے جو اس رمضان اور عید کا مقصد ہے کہ یہ برکات اور پاک تبدیلیاں جو حاصل کی ہیں اور پیدا کی ہیں، اگر واقعہ میں کی ہیں تو پھر تیس روزوں کے بعد یہ باتیں نظر آنے والی ہونی چاہئیں۔ ایک رمضان کے بعد اگلے رمضان کا انتظار جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں وہ ان پاک تبدیلیوں پر عمل کرتے ہوئے گزرنا چاہیے تاکہ یہ فیض ہمیشہ جاری رہے۔

اس زمانے میں ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے جنہوں نے ہماری ایسی راہنمائی فرمائی جو ہمیں ہر وقت اس طریق پر چلانے والی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے مقرر فرمائے ہیں۔ اگر ہم اس پر عمل کریں تبھی ہم عبادتوں کے حق بھی ادا کرنے والے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکامات پر عمل کرنے والے اور ان کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ دین کی حقیقت اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم کو سمجھنے اور اس کا ادراک حاصل کرنے والے ہوں گے اور پھر اس سے فیض پانے والے بھی بنیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اپنی بعثت کے مقصد کے بارے میں بتاتے ہوئے یہ واضح فرمایا کہ یہ دو مقصد ہیں جن کیلئے میں بھیجا گیا ہوں۔ ایک بندے کو خدا سے ملانے کیلئے اور دوسرے بندوں کو بندوں کے قریب کرنے کیلئے، ان کے حق پہچاننے کیلئے، ان کے کام آنے کیلئے، ان کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنے کیلئے، ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کیلئے۔ اور یہ مقصد دو قسم کی ادائیگی سے پورے ہوتے ہیں۔ ایک حقوق اللہ جس کا نام رکھا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا، بندے کو اللہ سے ملانا اور دوسرے حقوق العباد جس کی تفصیل تھوڑی سی میں نے بیان کی کہ کس طرح حقوق العباد ادا ہوں گے۔ اگر یہ دو حقوق ادا کرنے کی طرف ہماری توجہ ہو جائے تو پھر ہم کامیاب انسان بن سکتے ہیں، حقیقی مومن بن سکتے ہیں اور یہی اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہے اور یہی ایک مومن کی نشانی ہے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقے بھی بیان فرمائے ہیں کہ کس طرح یہ مجاہدہ کر کے انسان یہ مقصد حاصل کر سکتا ہے جن میں سے ایک رمضان کے مہینے کے روزے بھی ہیں اور اسکے بعد پھر عید کی خوشی ہے۔ عید کی خوشی بھی صرف خوشی کیلئے نہیں بلکہ اس میں بھی ایک سبق ہے۔ پس رمضان کا فیض اس صورت میں حاصل ہوگا جب انسان میں پاک تبدیلیاں مستقلاً پیدا ہو جائیں اور عید کی خوشیاں بھی اس وقت حاصل ہوں گی جب یہ تبدیلیاں ہمیشہ کیلئے زندگی کا حصہ بن جائیں گی۔ ایک مسلمان حقیقی مومن اسی وقت بن سکتا ہے جب حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ رہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور اس زمانے کے امام کو مانا ہے اور انہوں نے ہماری راہنمائی فرمائی اس بارے میں کہ کس طرح ایک حقیقی مومن کو ہونا چاہیے۔ آپ کے ارشادات کی روشنی میں اس وقت میں کچھ بیان کروں گا کہ ہم رمضان کے فیض کو جاری رکھنے والے اور حقیقی خوشیاں منانے والے کس طرح بن سکتے ہیں۔ کیا معیار ہیں جو ہمیں حقیقی عید منانے کیلئے حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہم پر کیا حق ہیں اور بندوں کے ایک دوسرے پر کیا حق ہیں۔ اگر یہ حاصل ہو جائے، یہ علم حاصل ہو جائے اور یہ حقوق کی ادائیگی کا حق ادا ہو جائے تو پھر یہی حقیقی عید ہے اور اسی حقیقی عید کے ساتھ یہ دنیا بھی ہمارے لیے جنت بن جاتی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس محبت کے معیار کیا ہونے چاہئیں جن کو حاصل کر کے خدا ملتا ہے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ، سوال اٹھایا آپ نے کہ "خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین، جورو" یعنی بیوی "اپنی اولاد اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضاء کو مقدم کر لیا جاوے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے:

فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا (البقرۃ: 201) یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے جب انسان کو اس بات کا ادراک بھی ہو اور اگر یہ چیز پیدا ہو جائے تو تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہماری عید حقیقی عید ہے۔ پس یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اس کیلئے تیار ہیں یا کیا ہم نے اس کیلئے کوشش کی۔

پھر اس محبت کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ "...... اصل توحید کو قائم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو۔ اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔ نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے۔" میٹھا کھانے کا نام لیتا رہے، چینی اور شیرینی کا نام لیتا رہے "تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے" یعنی اس کو میٹھے کا مزہ آنے لگ جائے۔ "یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اسکی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اسکے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔" منہ سے کہنے سے کوئی فائدہ نہیں، عمل سے ثابت کرو کہ اللہ سے محبت ہے۔ فرمایا کہ "اس سے یہ مطلب بھی نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ نہیں۔" زبانی اقرار سے اظہار بھی ہونا چاہیے۔ "میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو" یعنی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جو عہد کیا ہے اسے ہر وقت سامنے رکھو۔ اور اسی طرح یہ تو ایک عام مومن کیلئے ہے اور جو ایک واقفِ زندگی ہے جو وقف کرنے والے ہیں وہ اپنے وقف کی روح کو سمجھیں اور اس کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ انہوں نے ہر کام اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنا ہے۔ فرمایا کہ "اور یہی اسلام ہے، یہی وہ غرض ہے جس کیلئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ

لینا اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمہٗ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانۂ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کر لے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کیلئے تیار ہو گیا۔ اسلام کا منشا یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔'' فرمایا کہ ''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں'' پھر آپؑ نے فرمایا ''کہ ولی پرست نہ بنو۔ بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو۔ بلکہ پیر بنو'' اپنے تعلق کو اللہ تعالیٰ سے اس حد تک لے جاؤ کہ خود خدا تعالیٰ کے ساتھ تمہارا ذاتی تعلق قائم ہو جائے اور اسکی محبت کا تعلق قائم ہو جائے۔

فرمایا کہ ''تم ان راہوں سے آؤ۔ بے شک وہ تنگ راہیں ہیں۔'' بڑا مشکل کام ہے یہ ''لیکن ان سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گزرنا پڑے گا۔'' بہت سارے جو انسان کے تکبر، رعونت اور دوسری برائیاں ہیں ان کو بہرحال جھاڑنا پڑے گا۔ ''اگر بہت بڑی گٹھری سر پر ہو تو مشکل ہے۔ اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھری کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھری ہے پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو پھینک دے۔ تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے۔ ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جو وفاداری کو چھوڑ کر غداری کی راہ اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا۔ اور نہ کوئی اسے فریب دے سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 188 تا 190)

پس ہمارا خدا تعالیٰ سے یہ تعلق اور یہ محبت ہی ہمیں ہمارے عہد کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اس کو صحیح رنگ میں پورا کرنے والا اور اس عہد پر اس پر چلنے والا بنا سکتا ہے۔ اگر یہ محبت نہیں تو ہمارے عہد ہمیں دھوکے میں رکھنے والے ہیں۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے ہوں گے کہ ہمارے اللہ تعالیٰ سے محبت کے معیار کیا ہیں۔ حقیقی محبت الٰہی کے اعلیٰ معیار ہی ہمیں عید کی حقیقی خوشیاں دینے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ ہماری توجہ استغفار اور توبہ اور نماز کی طرف بھی رہے۔ اس بارے میں نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو۔ موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔ جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے لیکن پھر جب اسے موقع ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کر دیتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اسکی طرف آتا ہے تو وہ اسکے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور رجوع بہ رحمت ہوتا ہے۔ اپنا فضل اس پر نازل کرتا ہے اور اسکے گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے اس لیے تم بھی اب ایسے ہو کر جاؤ۔ آپؑ کے پاس لوگ آئے ہوئے تھے آپؑ نے ان کو فرمایا کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہیں تھے۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو۔ پھر فرمایا کہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہئے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض۔ یہ بہت اہم چیز ہے۔ ہر کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس کام سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض۔ فرمایا کہ نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز اس لیے نہیں ہے کہ ٹکریں ماری جاویں یا مرغ کی طرح ٹھونگیں مار لی جائیں۔ جو دانہ کھاتے ہوئے جس طرح مارتا ہے۔ بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ کسی نے کہا نماز پڑھ لو تو پڑھ لی۔ دل سے ان کی آواز نہیں نکل رہی ہوتی کہ نماز کی طرف توجہ کریں۔ یہ کچھ نہیں۔ اس کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔ خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا، حمد کرنا اور اپنے گناہوں کی معافی اس سے مانگنا یہ دونوں باتیں جب اکٹھی ہوتی ہیں تو اس کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدّنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس یہ دو مقصد سامنے ہوں تو تبھی حقیقی نماز ہے۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتا دے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کیلئے دعا کرو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 247-248)

پس ایسی نمازیں اگر ہمیں حاصل ہو جائیں تو وہ دن ہماری حقیقی عید کے دن ہوں گے۔ اپنے جائزے کی ضرورت ہے۔ کیا ہم یہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ حقیقی عید منا سکیں یا کیا اس رمضان میں ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ آئندہ اس طرح عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کر کے اپنے لیے عید کا سامان کریں گے۔ عبادت کے کیا معیار ہونے چاہئیں۔ اس بارے میں بھی آپ نے ہماری راہنمائی فرمائی۔ فرمایا کچھ تو ہم پہلے دیکھ آئے ہیں مزید آپؑ نے یہ فرمایا کہ

''مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے وقف کر دے اور سپرد کر دے اور اعتقادی اور عملی طور پر اس کا مقصود اور غرض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہوں وہ بہ مشقت اور مشکل کی راہ سے نہ ہوں بلکہ ان میں ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو۔'' خوشی سے عبادت ہو نیکیاں ہوں ''جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت میں تبدیل کر دے۔''

فرمایا کہ ''حقیقی مسلمان اللہ تعالیٰ سے ہی پیار کرتا ہے۔ یہ کہہ کر اور مان کر کہ وہ میرا محبوب و مولیٰ ہے پیدا کرنے والا اور محسن ہے اس لئے اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتا ہے۔ سچے مسلمان کو اگر کہا جاوے کہ ان اعمال کی پاداش میں کچھ بھی نہیں ملے گا اور نہ بہشت اور نہ دوزخ ہے اور نہ آرام ہیں نہ لذات ہیں تو وہ اپنے اعمال صالحہ اور محبت الٰہی کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہیں سکتا۔'' یہ سچے مومن کی نشانی ہے ''کیونکہ اس کی عبادات اور خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فنا کسی پاداش یا اجر کی بناء اور امید پر نہیں ہے بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ حقیقت میں خدا تعالیٰ ہی کی شناخت، اس کی محبت اور اطاعت کیلئے بنائی گئی ہے۔'' وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ اس کا وجود حقیقت میں خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی محبت اور اطاعت کیلئے بنایا گیا وجود ہے۔ ''اور کوئی غرض اور مقصد اس کا ہے ہی نہیں۔ اسی لئے وہ اپنی خداداد قوتوں کو جب ان اغراض اور مقاصد میں صَرف کرتا ہے تو اس کو اپنے محبوب حقیقی ہی کا چہرہ نظر آتا ہے۔ بہشت و دوزخ پر اس کی اصلاً نظر نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ'' اپنی مثال دیتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ''اگر مجھے اس امر کا یقین دلا دیا جاوے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت میں سخت سے سخت سزا دی جائے گی تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تکلیفوں اور بلاؤں کو ایک لذت اور محبت کے جوش اور شوق سے برداشت کرنے کو تیار ہے اور باوجود ایسے یقین کے جو عذاب اور دکھ کی صورت میں دلایا جاوے کبھی خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ایک قدم باہر نکلنے کو ہزار بلکہ لاانتہا موت سے بڑھ کر اور دکھوں اور مصائب کا مجموعہ قرار دیتی ہے۔ جیسے اگر کوئی بادشاہ عام اعلان کرائے کہ اگر کوئی ماں اپنے بچے کو دودھ نہ دے گی تو بادشاہ اس سے خوش ہو کر انعام دے گا تو ایک ماں کبھی گوارا نہیں کر سکتی کہ وہ اس انعام کی خواہش اور لالچ میں اپنے بچے کو ہلاک کرے۔ اسی طرح ایک سچا مسلمان خدا کے حکم سے باہر ہونا اپنے لئے ہلاکت کا موجب سمجھتا ہے خواہ اس کو اس نافرمانی میں کتنی ہی آسائش اور آرام کا وعدہ دیا جاوے۔ پس حقیقی مسلمان ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کی جاوے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بناء پر نہ ہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہو کر ہو۔ پھر وہ محبت بجائے خود اس کیلئے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے۔ کوئی آدمی بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہیں کرتا۔ اس لئے میں تم کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اسی راہ سے داخل ہونے کی تعلیم دیتا ہوں کیونکہ بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 182-183)

پس یہ بہشت ہی حقیقی عید کی خوشی ہے جو ہم نے حاصل کرنی ہے، ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس طرح کی عید کی خوشی منانے کیلئے تیار ہیں؟ اس بہشت کو حاصل کرنے کیلئے کوشش کر رہے ہیں؟

پھر توحید کے اقرار کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہی ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کَزَرْعٍ (کھیتی کی طرح) ہوگی'' جس طرح کھیتی اُگتی اور بڑھتی ہے اس طرح ہے۔ ''اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے۔ ابھی بہت دور ہیں۔'' جماعت کو جہاں اللہ تعالیٰ پہنچانا چاہتا ہے وہ مقاصد بہت دور ہیں۔ ''وہ حاصل نہیں ہو سکتے ہیں جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ تبتل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکرِ الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ حقوقِ اخوان میں خاص رنگ ہو۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 95)

پس بیعت کے بعد ہمیں اللہ تعالیٰ سے لَو لگانے میں بھی ایک خاص رنگ پیدا کرنا ہوگا۔ ذکرِ الٰہی میں بھی ایک خاص رنگ پیدا کرنا ہوگا۔ اپنے بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی میں بھی ایک خاص رنگ پیدا کرنا ہوگا اور جب یہ ہوگا تو وہ ہماری حقیقی عید ہوگی۔ جائزے کی ضرورت ہے۔ کیا ہم اس کیلئے کوشش کر رہے ہیں یا کہیں ہم ضائع ہو جانے والا بیج تو نہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''خوب یاد رکھو کہ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دشمن نہ ہو۔ ہاں اللہ اور اس کے رسول کی عزت کیلئے الگ امر ہے۔ یعنی جو شخص خدا اور اس کے رسول کی عزت نہیں کرتا بلکہ ان کا دشمن ہے اسے تم اپنا دشمن سمجھو۔'' لیکن یہ یاد رکھو ''اس دشمنی سمجھنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تم اس پر افتراء کرو'' بلاوجہ اس پر الزام لگاؤ ''اور بلاوجہ اس کو دکھ دینے کے منصوبے کرو۔ نہیں۔ بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ اور خدا تعالیٰ کے سپرد کرو'' معاملہ۔ جو ایسی دشمنی کا اظہار کرتا ہے اس سے الگ ہو جاؤ اور معاملہ خدا کے سپرد کر دو۔ ''ممکن ہو تو اس کی اصلاح کیلئے دعا کرو۔'' یہ نہیں کہ دشمن کیلئے دعا نہیں کرنی اس کی اصلاح کیلئے دعا بھی کرو۔ ''اپنی طرف سے کوئی نئی بھاجی اسکے ساتھ شروع نہ کرو۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 104-105) یعنی نیا جھگڑا یا نئے مسئلے نہ پیدا کرنے شروع کر دو اس وجہ سے کہ اس نے دشمنی کا اظہار کیا ہے۔

پس اگر غیرت دکھانی ہے تو ہمیں خدا تعالیٰ کیلئے غیرت دکھانے کی ضرورت ہے، اسکے رسول کیلئے غیرت دکھانے کی ضرورت ہے لیکن اس میں بھی آپؑ نے فرمایا کہ اخلاق اور حدود کو سامنے رکھنا ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ایک

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''دعا کیلئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے
اس وقت سمجھنا چاہئے کہ دعا قبول ہوگئی یہ اسم اعظم ہے''

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 100)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپیور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اُٹھائی
بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی اور سخت بے رحمی سے بے گناہ اور
پرہیزگار مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، صفحہ 14)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

حقیقی مومن کیلئے قائم فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اس کی بندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنا، سمجھنا اور عمل کرنا بھی ایک حقیقی مومن بناتا ہے۔ قرآن کریم ہی ہے جو ہماری اللہ تعالیٰ کے احکامات کے بارے میں یا ان کی طرف صحیح راہنمائی کرتا ہے۔ پس ایمان اور یقین میں ترقی کیلئے عبادتوں کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ’’قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (البقرۃ:21) خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو‘‘ تا کہ اس کے احکامات سمجھ آئیں ’’اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرلو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بے شک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔ آج کل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے۔ نمازیں کیا پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں۔ نماز تو بہت جلد جلد مرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کیلئے بیٹھے رہتے ہیں۔ نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔ نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہوسکتا ہے۔ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اس کو اپنا عرض حال کرنے کا موقع بھی ہو لیکن وہ اس وقت تو کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے اسے کیا فائدہ؟ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع خضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے۔ تم کو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کرلیا کرو اور پورے آداب الدّعا کو ملحوظ رکھو۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 257-258)

پس ایسی نمازیں اور قرآن کریم پر غور ہماری حقیقی عید اور مستقل عید بنائے گا۔ کیا ہم نے اس رمضان میں اس عید کو حاصل کرنے کا عہد کیا ہے؟ اگر نہیں تو آج ہمیں عہد کرنا چاہیے کہ ہم نے اپنی نمازوں کو سنوار کر پڑھنے اور قرآن کریم کو پڑھنے اور غور کرنے کیلئے اپنی عید کی خوشیوں کو دائمی کرنا ہے اور یہی اس کی ایک صورت ہے۔

قرآن کریم کو پڑھنے اور اسے حدیثوں پر مقدم سمجھنے کے بارے میں نصیحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’اے میری عزیز جماعت! یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھوکا مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآنِ کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔ اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں۔‘‘ ساری حدیثیں ردّ کرنے والی نہیں ہیں ’’اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ طیار ہوا ہے لیکن جب قرآن کے قصّوں سے حدیث کا کوئی قصّہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآنِ شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کا قدر کرو اور اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راست بازی اسی پر موقوف ہے۔ کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 64)

پھر قرآن کریم کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ ’’اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایہ ناز ایمان و اعتقاد ہوتے‘‘ انہی پر ہمارا انحصار ہوتا ’’تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔ مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اَور بھی زیادہ پڑھنے کے یہی قابل کتاب ہوگی جبکہ اَور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کیلئے اور بطلان کا استیصال کرنے کیلئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی۔ اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تاسّف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتنا اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔‘‘ اسکے درسوں کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ ’’اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 122)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک موقع پر فرمایا کہ جس کو قرآن کا کچھ بھی حصہ یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (سنن الترمذی ابواب فضائل القرآن باب ان الذی لیس فی جوفہ حدیث 2913)

نیز آپؐ نے فرمایا کہ قرآن کریم کو جلدی جلدی نہ پڑھو بلکہ سمجھ کر پڑھو۔

(سنن الترمذی ابواب القراءات باب فی کم اقرأ القرآن حدیث 2949)

پس اس رمضان میں جو قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ بعض نے شاید کچھ حصہ یاد کرنے کی بھی کوشش کی ہو، پس اسے یاد رکھنا، اسے دہرانا بھی چاہیے تا کہ یادداشت میں قائم رہے اور پھر یہ کہ قرآن کریم کی تعلیم پر غور کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ اس کے احکامات پر غور کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلامِ صادق نے جس طرح فرمایا ہے اس پر تدبر کرو۔ اور جب ہم یاد کرنے اور تدبر کرنے اور قرآن کریم کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی طرف توجہ دیں گے تبھی ہم اس کا حق ادا کر سکتے ہیں اور تبھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس رمضان نے ہمارے اندر جو پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں جس کی وجہ سے ہمیں قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ ہوئی یہی اصل میں ہماری عید ہے۔ اور اس عید کو آج ہم نے خوشیاں منا کر ختم نہیں کر لینا بلکہ ہمیشہ کیلئے اور ہر روز اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سمجھ کر پڑھنے سے حظ اٹھانا ہے۔ اور صرف حظ ہی نہیں اٹھانا بلکہ اس لیے پڑھنا ہے تا کہ اس کی تعلیم کو سمجھ کر روحانی ترقی ہو اور ہمارا ہر دن عید کی خوشیاں لانے والا دن ہو۔ عبادت اور قرآن کریم کو پڑھنے سمجھنے کا روزمرہ کی زندگی میں عملی اظہار اس وقت ہوتا ہے جب انسان حقوق العباد کی ادائیگی بھی کرے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حقوق العباد کی طرف بھی بہت توجہ دلائی ہے۔

اس بارے میں نصیحت فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا ۔ وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىہَا (الشّمس:10-11) جس کا مطلب یہ ہے کہ نجات پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا اور خائب اور خاسر ہو گیا وہ شخص جو اس سے محروم رہا۔ اس لئے اب تم لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ تزکیہ نفس کس کو کہا جاتا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں واحد لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں ’’کہ یہ معاملہ تو ابھی دور ہے کہ تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ بس اسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ۔ ابھی تو تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کما حقہ ادا نہیں کرتے۔ بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے‘‘ ہیں حالانکہ غیبت بہت بڑا گناہ ہے۔ ’’اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کرلیا کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہوسکتا۔ گو ان دونوں قسم کے حقوق میں بڑا حق خدا تعالیٰ کا ہے مگر اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا۔‘‘ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 72-73)

پس جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کے مطابق اپنے آپ کو بنا لیں گے تو یہی ہمارے لیے حقیقی خوشی اور عید کا دن ہے اور اس کیلئے ہمیں اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ کیا ہم اپنے بھائیوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں یا یہ عہد کرتے ہیں کہ آئندہ ان شاء اللہ ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’سورۃ فاتحہ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پیش کی ہے۔ اور اس میں سب سے پہلی صفت رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ بیان کی ہے۔ جس میں تمام مخلوقات شامل ہے اسی طرح پر ایک مومن کی ہمدردی کا میدان سب سے پہلے اتنا وسیع ہونا چاہئے کہ تمام چرند پرند اور کُل مخلوق اس میں آ جاوے۔ پھر دوسری صفت رحمٰن کی بیان کی ہے جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق سے ہمدردی خصوصاً کرنی چاہئے۔ اور پھر رحیم میں اپنی نوع سے ہمدردی کا سبق ہے۔ غرض اس سورۃ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں یہ گویا خدا تعالیٰ کے اخلاق ہیں جن سے بندہ کو حصہ لینا چاہئے اور وہ یہی ہے کہ اگر ایک شخص عمدہ حالت میں ہے تو اس کو اپنی نوع کے ساتھ ہر قسم کی ممکن ہمدردی سے پیش آنا چاہئے۔‘‘ دوسرے انسان کے ساتھ ہر قسم کی ممکن ہمدردی سے پیش آنا چاہئے۔ ’’اگر دوسرا شخص جو اس کا رشتہ دار ہے یا عزیز ہے خواہ کوئی ہے۔‘‘ ضروری نہیں کہ رشتہ دار یا عزیز ہو۔ کوئی بھی ہو ’’اس سے بیزاری نہ ظاہر کی جاوے اور اجنبی کی طرح اس سے پیش نہ آئیں بلکہ ان حقوق کی پرواکریں جو اس کے تم پر ہیں۔ اس کو ایک شخص کے ساتھ قرابت ہے اور اس کا کوئی حق ہے تو اس کو پورا کرنا چاہئے۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 345)

پس نماز میں جتنی مرتبہ ہم سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں ہر مرتبہ اور مضامین کے ساتھ حقوق العباد کی طرف ہماری نظر جانی چاہیے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ حقوق العباد کی طرف متوجہ رہ سکتے ہیں اور تبھی ہماری عید حقیقی عید ہوسکتی ہے۔

پھر اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ عبادت اور قرآن کے پڑھنے اور سمجھنے کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی مومن کیلئے ایک اہم فرض ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں ’’حقوق عباد بھی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں خواہ وہ بھائی ہے یا باپ ہے یا بیٹا مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی ہے۔‘‘ فرمایا ’’...... بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کیلئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔

اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کیلئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کیلئے دعا کرنا یہ بھی سنت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیلئے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہئے اور حقیقتاً موذی نہیں ہونا چاہئے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ
جماعت کی ترقی، اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور دنیا کے امن کا حصول
یقیناً بنیادی طور پر خلافتِ احمدیہ کے ساتھ ہی جڑا ہوا ہے
(پیغام برموقع جلسہ سالانہ مارشل آئی لینڈز 2019ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیشہ ثابت قدمی، اخلاص اور وفا کے ساتھ خلافت سے جڑے رہیں
اپنے بچوں کو خلافت کی برکات سے آگاہ کریں
اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے ساتھ تعلق قائم رکھیں
(پیغام برموقع جلسہ سالانہ مارشل آئی لینڈز 2019ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

ایک بھی ایسا نہیں اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔'' کہ دشمن کیلئے دعا ضرور کرو۔ ''خدا تعالیٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے ایسا ہی بیزار ہے۔'' کسی کو حقیقی ایذا پہنچانا نقصان پہنچانا اور دعا میں بھی بخل سے کام لینا یا دشمنی کرنا اللہ تعالیٰ اس سے بہت بیزار ہے اور ایسا ہی بیزار ہے ''جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ ملایا جاوے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کو اس بات سے اسی طرح نفرت ہے جس طرح شرک سے نفرت ہے۔ ''ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔'' انسان انسان سے علیحدہ ہو یہ نہیں چاہتا اور اپنے ساتھ کسی غیر کو ملانا نہیں چاہتا یعنی شرک نہ ہو۔ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں ''اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے اس لئے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی اس میں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اسکے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا ہے تو اس کے ساتھ نہایت رفق اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور ان سے محبت کرنی چاہیے۔ کیونکہ خدا کی یہ شان ہے ''بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم'' کہ وہ کریم خدا بروں کو بھی نیکوں کے ساتھ بخش دیتا ہے۔ ''پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے۔ فَاِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ جن کا ہم جلیس بد بخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ میں پیش کی گئی ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 96-97)

ہمارے آپس کے تعلقات اور ایک دوسرے کیلئے دعائیں کرنے کے یہ معیار ہوں گے تو تبھی ہمارے لیے حقیقی خوشی کا وقت ہوگا۔ پھر حقوق العباد کے معیار کا ذکر فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ''اصل بات یہ ہے کہ سب سے مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے کیونکہ ہر وقت اس کا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔ پس اس مرحلہ پر بہت ہی ہوشیاری سے قدم اٹھانا چاہئے۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اس کی تخریب اور بربادی کیلئے سعی کی جاوے۔ پھر وہ اس فکر میں پڑ کر جائز اور ناجائز امور کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اس کو بدنام کرنے کے واسطے جھوٹی تہمت اس پر لگاتے، افترا کرتے اور اس کی غیبت کرتے اور دوسروں کو اس کے خلاف اکساتے ہیں۔ اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کس قدر برائیوں اور بدیوں کا وارث بنا اور پھر یہ بدیاں جب اپنے بچے دیں گی تو کہاں تک نوبت پہنچے گی۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 104)

اور جب ایسی صورت ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو تو عید کی حقیقی خوشی کس طرح مل سکتی ہے۔ پس بڑے خوف کے ساتھ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ''ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بعض بندوں سے فرمائے گا کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور میں تم سے بہت خوش ہوں کیونکہ میں بہت بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں ننگا تھا تم نے کپڑا دیا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں بیمار تھا تم نے میری عیادت کی۔ وہ کہیں گے کہ یا اللہ تُو تو ان باتوں سے پاک ہے۔ تُو کب ایسا تھا جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب وہ فرمائے گا کہ میرے فلاں فلاں بندے ایسے تھے تم نے ان کی خبر گیری کی وہ ایسا معاملہ تھا کہ گویا تم نے میرے ساتھ ہی کیا۔ پھر ایک اَور گروہ پیش ہوگا۔ ان سے کہے گا تم نے میرے ساتھ برا معاملہ کیا۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔ پیاسا تھا پانی نہ دیا۔ ننگا تھا مجھے کپڑا نہ دیا۔ میں بیمار تھا میری عیادت نہ کی۔ تب وہ کہیں گے کہ یا اللہ تعالیٰ تُو تو ایسی باتوں سے پاک ہے۔ تُو کب ایسا تھا جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا۔ اس پر فرمائے گا کہ میرا فلاں فلاں بندہ اس حالت میں تھا اور تم نے ان کے ساتھ کوئی ہمدردی اور سلوک نہ کیا وہ گویا میرے ساتھ ہی کرنا تھا۔

غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔'' فرماتے ہیں کہ ''...... جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 102-103)

پس غریبوں کی ضرورت مندوں کی مدد ہی اللہ تعالیٰ کے فضل اور پیار کو جذب کرنے والی ہونی چاہیے اور ہوگی اور جب یہ ہوگا تو حقیقی عید کا دن ہوگا۔ انفرادی طور پر بھی جماعت میں لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں لیکن جماعتی طور پر بھی فنڈز قائم ہیں وہاں بھی جو صاحب حیثیت لوگ ہیں ان کو کچھ نہ کچھ ادائیگی کرنی چاہیے۔ مریضوں کی امداد کا فنڈ ہے۔ یتیموں کا فنڈ ہے۔ غرباء کا فنڈ ہے۔ غریب طلبہ کی مدد کا فنڈ ہے اور اس طرح بہت سارے ہیں جہاں مدد کی جاتی ہے۔ اس طرف بھی جماعت کے افراد کو صاحبِ حیثیت افراد کو توجہ دینی چاہیے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ''پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ جب تک تم ایک وجود کی طرح بھائی بھائی نہ بن جاؤ گے اور آپس میں بمنزلہ اعضاء نہ ہو جاؤ گے تو فلاح نہ پاؤ گے۔ انسان کا جب بھائیوں سے معاملہ صاف نہیں تو خدا سے بھی نہیں۔ بے شک خدا تعالیٰ کا حق بڑا ہے مگر اس بات کو پہچاننے کا آئینہ کہ خدا کا حق ادا کیا جا رہا ہے یہ ہے کہ مخلوق کا حق بھی ادا کر رہا ہے یا نہیں۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے معاملہ صاف نہیں رکھ سکتا وہ خدا سے بھی صاف نہیں رکھتا۔ یہ بات سہل نہیں یہ مشکل ہے۔ سچی محبت اور چیز ہے اور منافقانہ اور۔ دیکھو مومن کے مومن پر بڑے حقوق ہیں۔ جب وہ بیمار پڑے تو عیادت کو جائے اور جب مرے تو اس کے جنازہ پر جائے۔ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر جھگڑا نہ کرے بلکہ درگزر سے کام لے۔ خدا کا یہ منشاء نہیں کہ تم ایسے رہو۔ اگر سچی اخوت نہیں تو جماعت تباہ ہو جائے گی۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 73-74 حاشیہ)

پس یہ سچی اخوت ہی ہماری دائمی خوشیوں کا باعث بن سکتی ہے اور ہمیں جماعت کا حصہ بنانے کے قابل بنا سکتی ہے۔ اس کے حصول کیلئے ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔

پھر گھروں میں ایک مومن کو اپنا کیسا سلوک رکھنا چاہیے، عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا کیا معیار ہونا چاہیے اس بارے میں بھی آپؑ نے فرمایا۔ فرمایا کہ ''فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اتمامِ نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 1)

گھروں کے یہ حسن سلوک ہیں جو گھروں کو جنت نظیر بناتے ہیں۔ بچوں کی بھی تربیت ہو رہی ہوتی ہے اور گھر کا ماحول بھی خوشگوار رہتا ہے اور ایک مومن کیلئے تو یہی بہت بڑی خوشی ہونی چاہیے کہ اس کا گھر اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی تعلیم کے مطابق ایک نمونہ دکھا رہا ہے اور یہ گھروں کی قائم رہنے والی خوشی اور سکون کا ماحول جو ہے یہی ہے جو انسان کیلئے ہر دن عید کے سامان پیدا کرتا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ''یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کیلئے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی۔ جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لیے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا ہی بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنی ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے۔ وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 370-371)

پس یہ بہت اہم باتیں ہیں۔ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا، آپ کی بیعت میں آنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ظاہری خوشیاں ہمیں ہمارے مقصد میں کامیاب نہیں کر سکتیں۔ صرف بیعت کرنے سے ہمارا مقصود ہمیں نہیں مل جاتا بلکہ اس کے لیے ہمیں کوشش کرنے کی ضرورت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہو اور حقیقت میں اہل حق کا گروہ ہم بن جائیں تو پھر اس سے بڑی خوشی اور اس سے بڑی عید ہمارے لیے اور کون سی ہوگی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو، اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔

کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ (آل عمران: 104) یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔'' فرمایا ''...... چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے...... یاد رکھو بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی۔ وہ ضرور پوری ہوگی'' لیکن ہم اپنے آپ کو نہیں بدلیں گے تو ان برکات سے ہم محروم ہو جائیں گے۔ فرمایا کہ ''...... میرے وجود سے ان شاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بخل ہے رعونت ہے خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔'' فرمایا ''میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سر سے پا تک ہیں الٰہی تیرے احساں مجھ پر ❁ مجھ پہ برسا ہے سدا فضل کا باراں تیرا

تو نے اس عاجزہ کو چار دیے ہیں لڑکے ❁ تیری بخشش ہے یہ اور فضل نمایاں تیرا

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تیرے احسانوں کا کیوں کر ہو بیاں اے پیارے ❁ مجھ پہ بے حد ہے کرم اے مرے جاناں تیرا

تخت پر شاہی کے ہے مجھ کو بٹھایا تو نے ❁ دین و دنیا میں ہوا مجھ پہ ہے احساں تیرا

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اس کو سرسبز نہیں کر سکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 48-49)

پس بہت ڈرنے کا مقام ہے۔ ہماری عیدیں کس طرح وہ عیدیں ہو سکتی ہیں جن میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق اپنی اخلاقی حالتوں کو درست کر کے حقوق العباد کی طرف توجہ دے کر آپس میں محبت و پیار پیدا کر کے اس معیار تک نہیں پہنچتے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ صرف چند قریبی عزیزوں سے مل کر اور ان کے حقوق ادا کر کے تو حقیقی عید کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ پس حقیقی عید منانے کیلئے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہم نے کہاں تک آپس کی محبت و الفت کا معیار حاصل کیا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’اے سعادت مند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کیلئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو، نہ آسمان میں سے، نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں ہے سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو جب کہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے کہ اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجالاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63)

پس یہ وہ تعلیم ہے جو حقیقی عید کی خوشیاں دے سکتی ہے۔ اگر ہم اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں گے تو حقیقی عید منانے والے ہوں گے۔ صرف سال کی دو عیدیں ہی نہیں بلکہ ہر دن ہمارے لیے عید کا دن ہوگا کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کیلئے اس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر ہمیں نوازے گا۔ ہم قرآن کریم کو پڑھ اور سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کا ہمیں وارث بنائے گا۔ ہم حقوق العباد کی ادائیگی کی کوشش کریں گے تو خدا تعالیٰ اپنی محبت کی نظر ہم پر ڈالے گا اور یہی چیزیں ہیں جس کو مل جائیں اس کی حقیقی عید ہو جاتی ہے۔ دعا اور کوشش کرنی چاہیے کہ یہ حقیقی عید ہم حاصل کرنے والے ہوں۔

آخر میں میں دعا کی طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو فلسطینی لوگوں کیلئے دعا کریں جن پر آج کل بہت زیادہ ظلم ہو رہے ہیں اور ان کو اپنے علاقوں میں ہی جانے کیلئے، مسجد اقصیٰ میں جانے کیلئے پرمٹ کی ضرورت ہے جو دیئے نہیں جاتے جس سے ان کو روکا جاتا ہے اور جو نماز پڑھنے کیلئے گئے تو وہاں زبردستی ان پر ظلم کیا گیا، ان کو مارا گیا۔ حکومتی اہلکاروں کی طرف سے ان کو ظلم کا نشانہ بننا پڑا۔ پھر اسی طرح ان کو جو شیخ جرّاح ان کا محلہ ہے، ایک چھوٹی سی آبادی ہے وہاں سے ان کو زبردستی نکالا جا رہا ہے۔ وہ ان کی اپنی جگہیں ہیں۔ اس پر اب میڈیا نے بہت سارا لکھنا شروع کر دیا ہے بلکہ اسرائیل کے اپنے اخباروں نے بھی لکھنا شروع کر دیا ہے۔ بعض جگہ پہ ان کے میڈیا نے بھی لکھنا شروع کیا ہے جو انصاف پسند ہیں۔ اور پولیس لوگوں پر آنسو گیس اور گولیاں برسا رہی ہے بلکہ ایئر سٹرائکس (Air Strikes) بھی کیے ہیں اس لیے کہ یہاں دشمن چھپے ہوئے ہیں، ان کو ہم مار رہے ہیں لیکن حقیقت میں ظلم کیا جا رہا ہے اور عوام الناس کو مارا جا رہا ہے۔ پھر یہ ہے کہ جو زخمی ہوتے ہیں سنا یہ ہے، پریس کی یہ رپورٹ ہے بعض جگہ کی کہ اسرائیلی پولیس طبی خیموں تک بھی ان کو پہنچنے نہیں دے رہی۔ میڈیکل ایڈ سے بھی ان کو محروم کیا جا رہا ہے۔ تو بہرحال مسجد اقصیٰ میں جو ظلم ہوا مَیں نے بتایا، اللہ تعالیٰ ان مظلوموں پر رحم اور فضل فرمائے اور ظالموں کی پکڑ کرے۔ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ امریکہ کہنے کو بڑا انصاف پسند ہے لیکن نَو بچوں کے قتل پہ کوئی انہوں نے سٹیٹمنٹ نہیں دی، کوئی ہمدردی کا اظہار نہیں کیا جب تک یہ نَو تھے اب تو اَور بھی زیادہ ہو چکے ہیں۔

پھر نیو یارک ٹائمز نے بھی ہیومن رائٹس واچ کی رپورٹ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسرائیل اور مقبوضہ علاقوں میں فلسطینیوں پہ اسرائیل یہودیوں کو فوقیت دیتا ہے۔ انصاف تو ہے ہی نہیں تو ظاہر ہے فوقیت دینی ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ بھی یہی ہے کہ فلسطینیوں پر بہت زیادہ ظلم کیا جا رہا ہے۔ اسرائیلی قومی اخبار ہیرٹز (Haaretz) لکھتا ہے کہ یروشلم ابل رہا ہے۔ دمشق گیٹ پر رکاوٹیں کھڑی کرنا ایک اشتعال انگیز احمقانہ قدم تھا جس نے شیخ جراح محلہ میں سینکڑوں فلسطینیوں کو گھروں سے بے دخل ہونے کے پس منظر میں رمضان المبارک کے مقدس موقع پر رہائشیوں کو پریشان کر دیا۔ پھر ہیرٹز یہ بھی لکھتا ہے کہ عجیب بات ہے کہ انصاف کا انوکھا ورژن ہے جس کا اطلاق اس اصول پہ کیا جاتا ہے کہ جو میرا ہے وہ ہمیشہ کیلئے میرا ہے اور جو تمہارا ہے وہ بھی ہمیشہ کیلئے میرا ہے۔ اسی طرح ان سے فلسطینیوں کے حقوق چھینے جا رہے ہیں۔

بہرحال اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور یہ عید کی خوشیاں ان کیلئے تو غموں کا پہاڑ لے کر آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے غموں کو خوشیوں میں تبدیل کرے۔ ان کو سکون کی زندگی میسر ہو۔ ان کو لیڈر شپ بھی ایسی اچھی ملے جو ان کی صحیح راہنمائی کرنے والی ہو۔ مسلم ممالک اکٹھے ہو کر اپنا کردار ادا کریں تو فلسطینیوں کو اور جو دوسری جگہ مظلوم مسلمان ہیں، جہاں بھی ہیں، ان کو ظلموں سے بچا سکتے ہیں۔ لیکن مسلم اُمہ بھی اکٹھی نہیں ہوتی مسلم ممالک کو جو ردّ عمل دکھانا چاہیے تھا اس زور سے نہیں دکھایا جا رہا۔ ہلکے پھلکے بیان دے دیتے ہیں حالانکہ بڑا اکٹھا ایک مشترکہ بیان ہوتا تو اس میں طاقت ہوتی۔ تو بہرحال اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی لیڈر شپ کو بھی عقل دے اور اسرائیلیوں کو بھی عقل دے کہ وہ ظلم نہ کریں۔ فلسطینیوں کو بھی جو بغیر لیڈر شپ کے اپنی مرضی کر رہے ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے بھی عقل دے اگر ان کی طرف سے کوئی ظلم ہے، اول تو نہیں ہے، وہ مظلوم ہیں، اگر وہ ڈنڈے کا استعمال کر رہے ہیں تو وہاں توپوں کا استعمال ہو رہا ہے۔ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں طاقت کے توازن کی تو کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ پس فلسطینیوں کیلئے بہت زیادہ دعا کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ان کے حالات کو بہتر کرے اور ان کیلئے آزادی کے سامان پیدا کرے اور جو پہلے معاہدے کے تحت، ابتدائی معاہدے کے تحت جو ان کو جگہیں میسر ہیں وہ ان کو ملی رہیں اور اس پر قائم رہیں۔

اسی طرح تمام دنیا کے مظلوم احمدیوں کیلئے بھی دعائیں کریں جن پر سختیاں کی جا رہی ہیں پاکستان میں یا الجزائر میں یا کسی بھی ملک میں اللہ تعالیٰ ان کو بھی مخالفین اور اگر حکومتی کارندے ہیں تو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ دنیا کے تمام ضرورت مند لوگوں کیلئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی جائز ضرورتوں کو پورا فرمائے، ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ عمومی طور پر دنیا میں ظلم کے خاتمہ کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا سے ظلم کا خاتمہ کرے اور خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے یہ لوگ ہو جائیں۔ آج کل جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس کیلئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اس وبا سے بھی جلد نجات دے اور وہیں دوبارہ ایسے حالات پیدا ہوں جہاں امن ہو اور دوبارہ نارمل حالات پہ دنیا آ جائے لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب دنیا والے خدا تعالیٰ کو پہچانیں گے، اللہ کا حق ادا کرنے والے بنیں گے اور اس کے بندوں کا حق ادا کرنے والے بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

بعد توحید کے دور آتے رہتے ہیں اور ہمیشہ توحید کا دور شرک کے دور سے پہلے ہوتا ہے۔ اس اصل کے ماتحت توحید کو الہامی اور شرک کو تنزل کا ایک مقام تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ برخلاف موانہ مذاہب والوں کے اصول کے کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا خیال خوف اور حیرت سے پیدا ہوا اور شرک سے ترقی کرتے ہوئے توحید کے نقطہ تک پہنچا۔ بظاہر یہ اختلاف معمولی معلوم ہوتا ہے مگر اسی اختلاف کے نتیجہ میں مذہب نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور موازنہ مذاہب والوں نے کہا کہ انسان نے خدا کو پیدا کیا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا خیال انسانی دماغ کی ایجاد ہے اور اس کی تکمیل انسانی فلسفہ کی تکمیل سے ہوئی ہے۔

اس آیت پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ابراہیم شرک کر سکتے تھے؟ اگر نہیں تو انہوں نے یہ دعا کیوں کی کہ خدایا مجھے شرک سے بچا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی طاقتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو خلقۃً اسے اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔ ان کے متعلق وہ دعا نہیں کرتا۔ مثلاً یہ نہیں کہتا کہ خدایا میرا ایک ہی سر ہے دو نہ ہو جائیں۔ دوسری وہ طاقتیں ہیں جو انسان کو کسباً یا وہباً ملتی ہیں۔ یعنی وہ انہیں آپ ترقی کر کے حاصل کرتا ہے۔ یا خدا تعالیٰ کا خاص فضل دوسرے انسانوں سے ممتاز کر کے اسے عطا کرتا ہے۔ ایسی طاقتوں میں چونکہ تنزل کا امکان ہوتا ہے ان کیلئے دعا جاری رکھی جاتی ہے۔ خواہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہی کیوں نہ ہو کہ وہ اس انعام سے اسے متمتع رکھے گا۔ کیونکہ اس دعا میں درحقیقت اس امر کا اقرار ہوتا ہے کہ یہ نعمت میری ذاتی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے بطور انعام حاصل ہوئی ہے۔ اسی اصل کے ماتحت انبیاء نبوت کے انعامات کے متعلق بھی دعا میں لگے رہتے ہیں۔ جیسے حضرت ابراہیم کی یہ دعا ہے یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا یا استغفار اور توبہ کا انبیاء سے صدور ہے۔ ان نکتوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگوں نے انبیاء کے استغفار اور توبہ سے دھوکا کھایا ہے اور یہ سمجھ لیا ہے کہ گویا وہ گنہگار تھے۔ حالانکہ ان کے استغفار اور توبہ کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ جس مقام طہارت پر وہ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک موہبت ہے اور اس کے جاری رکھنے کے لئے وہ دعا کرتے ہیں کیونکہ اس کا تسلسل اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔

اسی بناء پر قرآن کریم میں بار بار وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ آتا ہے۔ یعنی باوجود کمال کے انسان کو اللہ تعالیٰ پر سہارا رکھنا چاہئے۔ کیونکہ وہ کمال خدا تعالیٰ پر سہارے سے ہی حاصل ہوا ہے۔ اور اس سہارے کا اقرار کرتے رہنا اپنے لئے اور دوسروں کے لئے ہدایت کا موجب ہوتا ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 483، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

Love for All Hatred for None
99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
Tea, Tiffin, Meals, Chicken-Biryani, Fast-Food Available Here
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

مرد Well Dressed اُس وقت کہلاتا ہے جب اس نے ٹراؤزرز پورے پہنے ہوں، کوٹ پہنا ہو، ٹائی لگائی ہو
اور عورت کو کہتے ہیں کہ تم Well Dressed اُس وقت ہوگی، جب تم نے منی سکرٹ پہنی ہو، یہ فلسفہ مجھے سمجھ نہیں آیا

عورتیں جو اپنے آپ کو ننگا کرتی ہیں، اپنی بے عزتی کرواتی ہیں، احمدی لڑکی، احمدی عورت کا وقار اسی میں ہے کہ
اپنی حیا کو قائم کرے کیونکہ اصل چیز حیا ہے اور یہ حیا ہے جو دوسروں کو تمہارے پہ غلط نظر ڈالنے سے روکتی ہے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط اوّل)

سوال: عورتوں کے مخصوص ایام میں قرآن کریم کے تحریری نسخہ کو پکڑنے اور پڑھنے نیز کمپیوٹر یا آئی پیڈ وغیرہ سے تلاوت قرآن کرنے کے بارے میں ایک شخص نے مختلف علماء وفقہاء کے حوالہ جات پر مبنی ایک تحقیق حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کرکے اس مسئلہ کے بارے میں حضور انور سے رہ نمائی چاہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 05/اکتوبر 2018ء میں اس کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جواب: اس مسئلہ پر علماء وفقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے اور بزرگان دین نے بھی اپنی قرآن فہمی کے مطابق اس بارہ میں مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔

قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں میرا اس بارہ میں مؤقف ہے کہ ایام حیض میں عورت کو قرآن کریم کا جو حصہ زبانی یاد ہو، وہ اسے ایام حیض میں ذکر واذکار کے طور پر دل میں دہرا سکتی ہے۔ نیز بوقت ضرورت کسی صاف کپڑے میں قرآن کریم کو پکڑ بھی سکتی ہے اور کسی کو حوالہ وغیرہ بتانے کیلئے یا بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کیلئے قرآن کریم کا کوئی حصہ پڑھ بھی سکتی ہے لیکن باقاعدہ تلاوت نہیں کرسکتی۔

اسی طرح ان ایام میں عورت کو کمپیوٹر وغیرہ پر جس میں اسے بظاہر قرآن کریم پکڑنا نہیں پڑتا باقاعدہ تلاوت کی تو اجازت نہیں لیکن کسی ضرورت مثلاً حوالہ تلاش کرنے کیلئے یا کسی کو کوئی حوالہ دکھانے کیلئے کمپیوٹر وغیرہ پر قرآن کریم سے استفادہ کرسکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: ایک خاتون نے عورتوں کے مخصوص ایام میں ان کے مسجد میں آنے کے بارے میں مختلف احادیث نیز موجودہ دَور میں خواتین کو ان ایام میں اپنی صفائی وغیرہ کیلئے میسر جدید ساز وسامان کے ذکر پر مبنی ایک نوٹ حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کرکے مساجد میں ہونے والی جماعتی میٹنگز اور اجلاسات وغیرہ میں ایسی عورتوں کی شمولیت اور ایسی غیر مسلم خواتین کو مسجد کا وزٹ وغیرہ کروانے کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے رہ نمائی طلب کی۔ جس پر حضور انور نے اپنے مکتوب مؤرخہ 14/مئی 2020ء میں درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: ایام حیض والی خواتین کے مسجد میں سے کوئی چیز لانے یا مسجد میں چھوڑ کر آنے نیز مسجد میں جا کر بیٹھنے کے بارہ میں الگ الگ احکامات بڑی وضاحت سے حضور ﷺ نے ہمیں سمجھا دیے ہیں۔ چنانچہ جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں بھی ذکر فرمایا ہے کہ حضور ﷺ اپنی ازواج کو اس حالت میں چٹائی وغیرہ بچھانے کیلئے مسجد میں جانے کی اجازت فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جہاں تک اس حالت میں مسجد میں جا کر بیٹھنے کا تعلق ہے تو اس بارہ میں بھی حضور ﷺ کی ممانعت بڑی صراحت کے ساتھ احادیث میں مذکور ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے عیدین کے موقع پر کنواری لڑکیوں، جوان و پردہ دار اور حائضہ تمام قسم کی عورتوں کو عید کیلئے جانے کی تاکیداً ہدایت فرمائی یہاں تک کہ ایسی خاتون جس کے پاس اوڑھنی نہ ہو اسے بھی فرمایا کہ وہ اپنی کسی بہن سے عاریۃً اوڑھنی لے کر جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ایام حیض والی خواتین کیلئے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ وہ نماز کی جگہ سے الگ رہ کر دعا میں شامل ہوں۔

اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر جب حج سے پہلے دیگر مسلمان عمرہ کر رہے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے مخصوص ایام میں تھیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے انہیں عمرہ کی اجازت نہ دی کیونکہ طواف کرنے کیلئے مسجد میں زیادہ دیر تک رہنا پڑتا ہے۔ پھر جب وہ ان ایام سے فارغ ہوگئیں تو حج کے بعد انہیں الگ عمرہ کیلئے بھجوایا۔

پس احادیث میں اس قدر صراحت کے بیان کے بعد کوئی وجہ نہیں رہ جاتی کہ ہم اپنی خواہشات پوری کرنے کیلئے نئی نئی راہیں تلاش کریں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پہلے زمانہ میں عورتوں کو اپنی صفائی کیلئے ایسے ذرائع میسر نہیں تھے جیسے اب ہیں۔ ٹھیک ہے ایسے جدید ذرائع میسر نہیں تھے لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ اپنی صفائی کا خیال ہی نہیں رکھ سکتی تھیں اور ان کے حیض کے خون ادھر ادھر گرتے پڑتے تھے۔ انسان نے ہر زمانہ میں اپنی ضروریات کیلئے بہتر سے بہتر انتظام حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ پس پہلے زمانہ میں بھی عورتیں اپنی صفائی ستھرائی کیلئے بہترین انتظام کیا کرتی تھیں۔

پھر اس جدید دور کے ذرائع صفائی ستھرائی میں بھی بہر حال سقم موجود ہیں۔ ایسی خواتین جن کو بہت زیادہ خون آتا ہے بعض اوقات ان کا پیڈ Leak کر جانے کی وجہ سے کپڑے خراب ہو جاتے ہیں۔

پس اسلام کی جو تعلیمات دائمی اور ہر زمانہ کیلئے یکساں ہیں، ان پر ہر زمانہ میں اسی طرح عمل ہوگا جس طرح آنحضور ﷺ کے زمانہ میں ہوتا تھا۔

اگر کسی جگہ مجبوری ہے اور نماز کے کمرہ کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں تو اسی کمرہ کے آخر پر دروازہ کے قریب ایک ایسی جگہ مخصوص کی جاسکتی ہے جہاں نماز نہ پڑھی جائے اور ایسی عورتیں وہاں بیٹھ جایا کریں، یا مسجد کے آخر حصہ میں ایسی عورتوں کیلئے کرسیاں رکھ کر ان کے بیٹھنے کا انتظام کردیا جائے، تاکہ نماز پڑھنے کی جگہ کے گندا ہونے کا ہلکا سا بھی شبہ باقی نہ رہے۔

جہاں تک غیر مسلم عورتوں کے مساجد کا وزٹ کرنے کی بات ہے تو اوّل تو وزٹ کے دوران انہیں مساجد میں بٹھایا نہیں جاتا بلکہ صرف مساجد کا وزٹ کروایا جاتا ہے۔ جس کا دورانیہ تقریباً اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کہ مسجد سے چٹائی لانے یا بچھا کر آنے کا دورانیہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر کہیں انہیں مسجد میں بٹھانے کی ضرورت پڑے تو نیچے صفوں پر نماز پڑھنے کی جگہ بٹھانے کی بجائے مسجد کے آخر پر کرسیوں پر انہیں بٹھائیں۔

سوال: ایک دوست نے دریافت کیا کہ دارقطنی میں ایک حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے نماز عید کے بعد فرمایا کہ ہم خطبہ دیں گے، جو چاہے سننے کیلئے بیٹھا رہے اور جو جانا چاہے چلا جائے، کیا یہ حدیث درست ہے؟ اس پر حضور انور نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20/اکتوبر 2020ء میں درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: خطبہ عید کے سننے سے رخصت پر مبنی حدیث جسے آپ نے دارقطنی کے حوالہ سے اپنے خط میں درج کیا ہے، سنن ابی داؤد میں بھی روایت ہوئی ہے۔

یہ بات درست ہے کہ حضور ﷺ نے خطبہ عید کے سننے کی اس طرح تاکید نہیں فرمائی جس طرح خطبہ جمعہ میں حاضر ہونے اور اسے مکمل خاموشی کے ساتھ سننے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسی بنا پر علماء وفقہاء نے خطبہ عید کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے۔

لیکن اسکے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ حضور ﷺ نے عید کیلئے جانے اور دعاء المسلمین میں شامل ہونے کو نیکی اور باعث برکت قرار دیا ہے اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی کہ ایسی خاتون جس کے پاس اپنی اوڑھنی نہ ہو وہ بھی کسی بہن سے عاریۃً اوڑھنی لے کر عید کیلئے جائے اور ایام حیض والی خواتین کو بھی عید پر جانے کی اس ہدایت کے ساتھ تاکید فرمائی کہ وہ نماز کی جگہ سے الگ رہ کر دعا میں شامل ہوں۔

سوال: ایک خاتون نے رمضان المبارک کے اعتکاف کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ اعتکاف گھر پر کیا جا سکتا ہے اور کیا یہ اعتکاف تین دن کیلئے ہوسکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب 9/اگست 2015ء میں اس مسئلہ کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔

جواب: جہاں تک رمضان کے مسنون اعتکاف کا تعلق ہے وہ تو جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے گھر پر اور تین دن کیلئے نہیں ہوسکتا۔

آنحضور ﷺ کی سنت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ رمضان المبارک میں کم از کم دس دن، مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ۔ (صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاواخر والاعتکاف فی المساجد کلھا) ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک رمضان کے آخری دس دن اعتکاف فرماتے رہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں رمضان کے مسائل بیان فرمائے ہیں وہاں اعتکاف کے بارہ میں احکامات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ۔ (سورۃ البقرۃ:188) کہ رمضان کے اعتکاف میں ایک تو میاں بیوی کے تعلقات کی اجازت نہیں اور دوسرا یہ کہ اعتکاف بیٹھنے کی جگہ مسجدیں ہیں۔

احادیث میں بھی اس امر کی وضاحت آئی ہے کہ رمضان کا اعتکاف مسجد میں ہی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُوْدَ مَرِيضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب المعتکف یعود المریض) ترجمہ: معتکف کیلئے مسنون ہے کہ وہ مریض کی عیادت نہ کرے اور نہ جنازہ میں شامل ہو اور نہ اپنی بیوی کو چھوئے اور نہ اس سے جسمانی تعلق قائم کرے۔ اور سوائے اشد ضروری حاجت کے جس کے سوا چارہ نہ ہو مسجد سے باہر نہ جائے۔ اور روزوں کے بغیر اعتکاف درست نہیں اور نہ ہی جامع مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں پر اعتکاف درست ہے۔

پس قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ کے مطابق رمضان المبارک کا مسنون اعتکاف کم از کم دس دن ہوتا ہے اور اس کیلئے مسجد میں ہی بیٹھا جاتا ہے۔

ہاں رمضان کے علاوہ عام دنوں میں اگر نیکی کے طور پر اور ثواب کی خاطر کوئی اپنے گھر میں چند دن کیلئے اعتکاف کرنا چاہتا ہے تو اس کی بھی اجازت ہے اور اسکی کہیں ممانعت نہیں ملتی۔ علاوہ ازیں بعض فقہاء نے عورت کے گھر میں اعتکاف کرنے کو بہتر قرار دیا

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اس کلاس کے بعد میرا بیٹا جماعت کی خدمت کیلئے قدم آگے بڑھا رہا ہے، وہ جذبات سے لبریز ہے گویا ایک نئی روح اس کے اندر آگئی ہو

مجلس اطفال الاحمدیہ کینیڈا کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ پہلی Virtual کلاس

گزشتہ تین سالوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت صحبت سے مستفیض ہونے کی غرض سے مجلس اطفال الاحمدیہ کینیڈا کے ممبران پر مشتمل وفود برطانیہ حاضر ہوتے رہے ہیں۔ الحمد للہ۔

لیکن گزشتہ سال 2020 میں کووڈ کی عالمی وبا کی وجہ سے یہ مبارک سفر ملتوی کرنا پڑا۔ اس بنا پر اطفال بہت مایوس تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی مایوسی کو اس طرح خوشیوں میں بدل دیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انہیں آن لائن شرف ملاقات کی اجازت مرحمت فرمائی۔

15/اگست 2020 بروز ہفتہ کینیڈا بھر سے خوش نصیب اطفال اپنے امام کی خدمت میں حاضری کیلئے پیس ویلیج پہنچنا شروع ہوئے۔ الحمد للہ۔ ایک دوسرے سے فاصلے پر کھڑے یہ بچے اگرچہ اپنے بھائیوں سے اظہار محبت کیلئے نہ ہاتھ ملا سکتے ہیں اور نہ ہی گلے مل سکتے ہیں لیکن پھر بھی خوش ہیں کہ حضورِ انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

سب انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ اطفال سماجی دوری کی احتیاط کے ساتھ اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے دعاؤں اور استغفار میں مصروف تھے کہ اچانک پیارے حضور کی شفقت بھری آواز ہمارے کانوں سے ٹکرائی۔ سر اٹھا کر دیکھا تو حضورِ انور کا روشن اور منور چہرہ ہمارے سامنے ٹی وی پر موجود تھا۔ اس لمحے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے حضور انور کی برکت سے ہمارے پاس بھی فرشتوں کا نزول ہو رہا ہے اور ان فرشتوں نے گویا تمام انتظامات اپنے ہاتھ میں لے کر ان کو پایہ تکمیل تک پہنچانا شروع کر دیا ہے۔

حضورِ انور کو ٹی وی پر دیکھنا کسی احمدی کیلئے نئی بات نہیں لیکن آج کی مجلس اس لحاظ سے منفرد تھی کہ حضور پُر نور کینیڈا میں موجود اپنے خدام کو ٹیلی ویژن کے توسط سے دیکھتے ہوئے ان سے مخاطب بھی ہو رہے تھے۔ خلیفۂ وقت تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی virtual میٹنگ کو اپنی موجودگی سے سرفراز فرما رہے تھے۔ اس ملاقات کے بہت سے لمحات یادگار ٹھہرے۔ حضور انور کی اطفال پر شفقت اور اطفال کی اپنے آقا سے محبت صاف ظاہر تھی۔ میں نے اس لمحہ میں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ آج میں جماعت احمدیہ میں شامل ہوں۔ الحمد للہ۔

ہم نے سوچا کہ نظم کو پروگرام میں نہ رکھا جائے تاکہ اطفال کو زیادہ سے زیادہ حضور انور سے رہنمائی حاصل کرنے کا موقع میسر آسکے۔ لیکن ہم نے پھر بھی احتیاطاً ایک طفل کو نظم کی تیاری بھی کروا رکھی تھی۔ جب تلاوت ہو چکی اور اس کا ترجمہ بھی پیش ہو گیا تو حضور انور نے ہم سے پوچھا کہ کیا نظم کا انتظام نہیں ہے؟ مجھے تو ایسا لگا گویا کسی نے مجھے جھنجھوڑ دیا ہو۔ مَیں نے حضور انور کو جواب میں عرض کیا کہ جی حضور انتظام ہے۔

اس کلاس کیلئے ایوان طاہر میں 162 اور بیت الاسلام میں 62 اطفال بیٹھے تھے۔ اسی طرح کلاس کے دوران ان دونوں جگہوں پر اطفال کے علاوہ 20 رضا کاران بھی ڈیوٹی پر موجود تھے۔

حکومتی انتظامیہ کی جانب سے جاری کردہ تمام ہدایات کو مدِنظر رکھتے ہوئے کلاس کے آغاز پر اطفال کو اپنی اپنی جگہوں پر بٹھایا گیا اور ہر لمحہ Physical Distancing کی ہدایات کو ملحوظ رکھا گیا۔ اسی طرح کلاس ختم ہو جانے کے بعد بھی احتیاط کے تقاضوں کے پیشِ نظر ایک ایک کر کے اطفال کو ہالز میں سے باہر بھجوایا گیا۔

یہ کلاس حضور انور کی مسکراہٹوں اور محبتوں سے عبارت تھی۔ ہم پورا ایک گھنٹہ حضور انور کی بابرکت صحبت میں رہے۔ حضور انور کا اتنا وقت ہمارے لیے مختص کرنا اور ہمارے درمیان موجود رہنا ہمارے لیے نہایت خوشی اور شرف کا باعث تھا۔ کلاس کے انعقاد سے قبل ایک وہ وقت تھا کہ انتظار میں وقت ہی نہیں گزرتا تھا اور جب کلاس شروع ہوگئی تو پتہ ہی نہ لگا اور ایک گھنٹہ گویا پل بھر میں گزر گیا۔ سب کی یہ خواہش تھی کہ کاش یہ کلاس کچھ دیر اور جاری رہتی۔ لیکن جو بھی وقت ہمیں میسر آیا اللہ تعالیٰ کا اس پر لاکھ لاکھ شکر ہے۔

دورانِ کلاس تلاوت اور نظم کے بعد اطفال نے اپنے پیارے آقا سے سوالات پوچھ کر مختلف امور کے بارے میں رہنمائی حاصل کی۔

کلاس کے بعد اطفال کے چہروں سے خوشی جھلک رہی تھی۔ سب کا یہی کہنا تھا کہ ہمیں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حضور انور ہمارے درمیان موجود ہیں۔ دنیا کے موجودہ حالات کی وجہ سے سفری پابندیوں کو دیکھ کر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمیں حضور پُر نور سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہم خلافت جیسی عظیم الشان نعمت کیلئے خدا تعالیٰ کا جتنا شکر کریں کم ہے۔ خلافت ہر لمحہ اور ہر قدم پر ہمارے لیے ڈھال اور ہمارے لیے حفاظت کے سامان پیدا کرتی ہے۔ خلافت سے وابستہ رہنے سے ہی حقیقی زندگی حاصل ہوتی ہے۔

شاملین کی آرا

اس کلاس میں شامل ہونے والے اطفال نے جن جذبات کا اظہار کیا ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۞ سلمان کاہلوں کہتے ہیں کہ گو کہ میں سوال نہ کر سکا لیکن صرف حضور کے سامنے موجود ہونا میرے لیے ایسا تھا جیسے کوئی خواب پورا ہو گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

۞ انتصار نصر اللہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ حضور کا اس کلاس کیلئے وقت نکالنا اور اطفال کے ساتھ مخاطب ہونا، ناقابل یقین امر ہے۔ گو کہ حضور انور ہمارے درمیان نہیں تھے، لیکن اس کے باوجود اس بات کا احساس ہوتا تھا کہ میں امام وقت کے سامنے موجود ہوں۔ میں سعادت مند رہا کہ مجھے حضور انور سے سوال کرنے کا بھی موقع ملا۔ میں بہت خوش تھا اور اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مجھے حضور سے بات کرنے کا موقع ملا۔

۞ نور غالب احمد نے بتایا کہ میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ میں اس تاریخی کلاس کا حصہ بنا۔ جب میں نے حضور کو دیکھا تو میری آنکھیں (حضور کے نور سے) روشن ہوگئیں، میں چاہتا تھا کہ میں حضور کے گلے لگ جاؤں مگر اس وبا کی وجہ سے شاید یہ فی الحال ممکن نہیں۔ میں چاہتا تھا کہ میں حضور کو آخر میں اپنی Open Heart Surgery کیلئے دعا کیلئے کہوں مگر وقت ختم ہو گیا اور میں نہیں کہہ سکا۔

۞ عطاالحیٔ صاحب کہتے ہیں میں سب سے زیادہ خوش قسمت طفل ہوں کہ مجھے اس کلاس میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ برائے مہربانی اس طرح کے اَور بھی پروگرام بنائیں۔

۞ سفیر احمد علی مرزا نے اپنے جذبات کا اظہار کچھ اس طرح کیا: الحمد للہ، یہ ایسے تھا جیسے میرا کوئی خواب پورا ہو گیا ہو۔ میں ہمیشہ چاہتا تھا کہ حضور کے ساتھ ان کلاسوں میں شامل ہوں۔ مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا کہ مجھے حضور انور کی موجودگی میں، ان کے سامنے نظم پڑھنے کی سعادت ملی۔ اللہ تعالیٰ منتظمین، رضا کاروں اور MTA کی ٹیم پر فضل کرے جنہوں نے اس کو ممکن بنایا۔ جزاک اللہ۔

اسی طرح والدین سے موصول ہونے والی چند آرا بھی مندرجہ ذیل ہیں:

۞ مکرمہ فہمیدہ مظفر صاحبہ کہتی ہیں کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ میرے بیٹے کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تاریخی پروگرام میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ میں منتظمین کی کاوشوں کا بہت شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے اس پروگرام کو کامیاب بنایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

☆ مکرم اعجاز خان صاحب و امۃ القدوس صاحبہ نے کہا کہ ہمیں لگتا ہے جیسے کوئی خواب پورا ہو گیا ہو۔ ہمارا بیٹا اس سال UK ٹرپ پر نہیں جا سکا لیکن اس کلاس کی وجہ سے اس کو حضور انور کی خدمت میں حاضر ہونے اور حضور انور کے ساتھ بات کرنے کا موقع مل گیا۔ الحمد للہ۔

۞ مکرمہ ثناء احمد صاحبہ نے بیان کیا کہ میں خدا تعالیٰ کا بہت احسان سمجھتی ہوں کہ میرے بیٹے کو اس کلاس میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔ میں بہت خوش اور جذبات سے پُر ہوں۔ میں دعا کرتی ہوں کہ یہ وبا جلد ختم ہو اور بچوں کو حضور انور کی خدمت میں بذات خود شامل ہونے کا موقع ملے اور وہ برکتوں سے مستفید ہو سکیں۔ آمین۔ جزاک اللہ۔

۞ مکرم عطاء القدوس صاحب نے بتایا کہ اس کلاس کے بعد میرا بیٹا جماعت کی خدمت کے لیے قدم آگے بڑھا رہا ہے۔ وہ بہت جذبات سے لبریز ہے گویا ایک نئی روح اس کے اندر آگئی ہو۔

۞ مکرمہ امۃ الحفیظ حنا مرزا صاحبہ کہتی ہیں کہ الحمد للہ، ہم خدا تعالیٰ کے بہت مشکور ہیں، خوش بھی ہیں اور خدا کا فضل محسوس کر رہے ہیں اور ابھی تک ان برکات کو سمیٹ رہے ہیں جو میرے بیٹے کو اس منفرد پروگرام میں شامل ہونے کے باعث حاصل ہوئیں۔

مجلس اطفال الاحمدیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران نیشنل عاملہ اور کلاس کے انتظامات کے لیے ڈیوٹی پر مامور رضا کاران کی جانب سے بھی آرا موصول ہوئیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۞ مکرم نصر صدیقی صاحب نے کہا کہ یہ میرے لیے باعث فخر امر تھا کہ میں اس کلاس کا حصہ بن سکا۔ الحمد للہ۔ حضور انور کو اطفال سے بات کرتے ہوئے دیکھنا میرے لیے باعث مسرت تھا۔

۞ مکرم نوید الاسلام صاحب کہتے ہیں کہ ہماری خواہش ہے کہ ہمیں اس طرح کے مزید مواقع بھی میسر آئیں۔

۞ مکرم فہد چٹھہ صاحب نے کہا کہ الحمد للہ، ہمارے لیے یہ پورے سال کا ایک نمایاں موقع تھا حضور انور نے پورا ایک گھنٹہ ہمارے لیے مختص کیا اور ہمیں اہم ترین ہدایات سے نوازا۔

۞ مکرم رومی ساہی صاحب کہتے ہیں کہ الحمد للہ خاکسار خدام کی نیشنل عاملہ میں ہے، اور یہ میرے لیے بہت بابرکت امر تھا کہ میں اس کلاس کا حصہ بنا ہوں۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حضور انور ہمارے سامنے موجود ہیں۔ یہ روحانی لحاظ سے بھی ہمارے لیے ترقی کا باعث بنا ہے۔ میں نہایت مشکور و ممنون ہوں اس کلاس کا حصہ بننے کیلئے۔

۞ مکرم توصیف ریحان صاحب نے بتایا کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ مجھے حضور انور کے ساتھ کلاس کا حصہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ حضور انور نے اطفال کے ساتھ بہت شفقت کا سلوک فرمایا۔ حضور انور کی صحبت ہماری روحانیت کی ترقی کا باعث بنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور کی ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

۞ مکرم افتخار احمد صاحب نے کہا کہ کلاس کا ماحول ایسا ہی تھا جیسے کہ ہم جسمانی طور پر حضور انور کی خدمت میں حاضر ہیں۔ یوکے سے جڑے تمام احساسات اور جذبات واپس آرہے تھے۔

(رپورٹ: زبیر افضل، صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 21/اگست 2020)

ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر اپنی عبادتوں کو سنوارنے اور دَرود اور استغفار پڑھنے، توبہ کرنے، دعائیں کرنے کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پہ دَرود بھیجا کرو، تمہارا دَرود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کو نیکی وتقویٰ کی تلقین پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 30 /اپریل 2021 بطرز سوال وجواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرے کی کیا خوبی فرمائی؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان کے آخری عشرے میں جہنم سے نجات دیتا ہے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو آخری عشرے کے متعلق کن اہم امور کی طرف متوجہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر اپنی عبادتوں کو سنوارنے اور درود اور استغفار پڑھنے، توبہ کرنے، دعائیں کرنے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حق ادا کرنے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن کر جہنم سے بچنے والے ہوں۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوہ اور طریق رمضان کے آخری عشرے میں کیا تھا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کے آخری عشرے میں آپؐ اتنی کوشش فرماتے کہ جو اس کے علاوہ کبھی دیکھنے میں نہ آتی۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو کن دو امور کیلئے دُعا فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پاکستان میں اور باقی مسلمان ممالک میں بھی عموماً جو جماعت کے خلاف مختلف کوششیں ہو رہی ہیں اور جو نفرت کی آگیں ہمارے خلاف بھڑکائی جارہی ہیں اس سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچا کے رکھے اور دشمن کے شراُن پر الٹائے۔ اور اسی طرح یہ بھی دعا کرنی چاہیے کہ یہ وبا جو اب پھیلی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی ہمیں محفوظ رکھے۔

سوال قبولیت دُعا کیلئے حضور انور نے کس ضروری اصول کی طرف توجہ دلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بھی قبولیتِ دعا کیلئے بہت ضروری ہے ورنہ وہ دعائیں زمین وآسمان کے درمیان معلق ہو جاتی ہیں۔

سوال درود شریف کی اہمیت کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بیان فرمایا؟

جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑ دیا وہ جنت کی راہ کھو بیٹھا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پہ درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر دلی خلوص سے درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا اور اسکی دس نیکیاں لکھے گا۔

سوال حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کی کونسی رؤیا بیان فرمائی جو آپؑ کے عاشقِ رسول ہونے پر دلالت کرتی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ مَلَاِ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیائے دین کیلئے جوش میں ہے لیکن ہنوز مَلَاِ اعلیٰ پر شخص مُحیی کا تعین ظاہر نہیں ہوئی اس لیے وہ اختلاف میں ہے۔ اس اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا۔ هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبتِ رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو کس اہم فرض کی طرف متوجہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کی جماعت میں شامل ہیں، ہم جو ہر موقع پر یہ عہد کرتے ہیں کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا ہمارا یہ فرض اور بہت بڑا فرض ہے کہ اس مُحیی کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے، اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہوئے اس مسیح ومہدی کے معاون و مددگار بنیں۔ دنیا کو بتائیں کہ تم جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعوذ باللہ توہین کرنے والا سمجھتے ہو وہی سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں۔

سوال اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کی وضاحت کرتے ہوئے حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر حقیقی عمل کرنے والے بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔ اس سے تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور فرشتوں کی دعاؤں سے بھی فیض حاصل کرو گے کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتے درود بھیجیں گے تو ان کا فیض آپؐ کی حقیقی امّت کو بھی اور ماننے والوں کو بھی پہنچے گا اور جب یہ فیض ہمیں پہنچے گا تو پھر شکر گزاری کا تقاضا ہے کہ ہم پہلے سے بڑھ کر درود بھیجنے والے بنیں اور یہ درود اور شکر گزاری ایسا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ ہے جو ایک حقیقی مومن کو فیضیاب کرتا چلا جاتا ہے۔

سوال استغفار کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: استغفار کے اصلی اور حقیقی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غَفَرَ سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اسکے یہ معنے ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ عام لوگوں کیلئے اس لفظ کے معنی اور بھی وسیع کئے گئے اور یہ بھی مراد لیا گیا کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے ڈھانک لے۔ لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے پس جبکہ خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا۔ اسلئے انسان کیلئے لازم ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیومیت کے ذریعہ سے بگڑنے سے بچاوے۔

سوال توبہ اور مغفرت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: واضح ہو کہ توبہ لغت عرب میں رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام بھی توّاب ہے یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب انسان گناہوں سے دستبردار ہو کر صدق دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے بڑھ کر اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ امر سراسر قانونِ قدرت کے مطابق ہے۔ خدا جس کی ذات نہایت کریم ورحیم واقع ہوئی ہے وہ بندہ سے بہت زیادہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ سو بندہ کا رجوع تو پشیمانی اور ندامت اور تذلل اور انکسار کے ساتھ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا رجوع رحمت اور مغفرت کے ساتھ۔ اگر رحمت خدا تعالیٰ کی صفات میں سے نہ ہو تو کوئی مَخلصی نہیں پاسکتا۔ نیز فرمایا: خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ انسان اگر سچے دل سے اخلاص لے کر رجوع کرے تو وہ غفور رحیم ہے اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ یہ سمجھنا کہ کس کس گناہگار کو بخشے گا خدا تعالیٰ کے حضور سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔

......☆......☆......☆......

مسیح ومہدی کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس احسان کا جتنا بھی شکر ادا کر سکیں کریں

شکر ادا کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ اپنے اندر نمایاں تبدیلیاں پیدا کریں اور دُنیا کو بتائیں کہ ہم ہی ہیں جو اسلام کا صحیح اور حقیقی نمونہ ہیں

کوتونو (بینن، مغربی افریقہ) کے احباب جماعت کو زرّیں نصائح پر مشتمل حضور انور کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 9 /اپریل 2004 بطرز سوال وجواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی کونسی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت: وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ۔ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا (سورۃ النساء: 126) کی تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کوتونو، بینن (مغربی افریقہ) کی جماعت پر خدا کے کس فضل واحسان کا ذکر کیا اور ان کو کس بات کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے آپ کو مسیح اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ اس لئے آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس احسان کا جتنا بھی شکر ادا کر سکیں کریں۔ اور شکر ادا کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ اپنے اندر احمدیت قبول کرنے کے بعد نمایاں تبدیلیاں پیدا کریں۔ اپنے عمل، کردار، بات چیت اور چال ڈھال سے یہ ثابت کریں اور دنیا کو بتائیں کہ ہم ہی ہیں جو اسلام کا صحیح اور حقیقی نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ایسا زندہ تعلق پیدا کریں کہ نظر آئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔

سوال اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ابراہیم کو خلیل بنالیا تھا۔ اور خلیل ایسے دوست کو کہتے ہیں جس کا پیار روح کی گہرائیوں تک میں اترتا ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل، شرک سے نفرت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی ان سے پیار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مکمل طور پر میرے آگے جھکتے ہیں اپنی تمام تر استعدادوں اور مکمل سپردگی کے ساتھ میرے احکامات پر عمل کرتے ہیں میں ان کو اپنا دوست بنالیتا ہوں۔

سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ ہم اپنے اندر کس طرح پیدا کر سکتے ہیں؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم یہ نمونے تم تب قائم کر سکتے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اتباع کرو، پوری اطاعت کرو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے یہ اعلان کروا دیا ہے کہ پھر تم میری پیروی کرو جیسا کہ فرمایا فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران آیت 32) اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت ضروری ہے اور آپؐ کی اطاعت میں یہ بھی

ضروری ہے کہ آپؑ کے غلام کامل کی جماعت میں شامل ہوا جائے۔ اور پھر جس طرح وہ حَکَم اور عدل کے طور پر ہمیں اسلام کی صحیح تعلیم بتائے اس پر عمل کیا جائے۔ تو اس لحاظ سے شکر کے ساتھ ساتھ ہم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی عائد ہو جاتی ہے کہ ہم اپنے اندر نیک تبدیلیاں پیدا کریں اور اسلام کی صحیح تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کریں۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے کیا توقعات تھیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کس قسم کی پاک تبدیلی کی توقع رکھتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ تمہاری بیعت کا اقرار کرنا زبان تک محدود رہا تو یہ بیعت کچھ فائدہ نہ پہنچائے گی۔ چاہئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔ خدا تعالیٰ اسے ذلیل نہیں کرتا جو اس کی راہ میں ذلت اور عاجزی اختیار کرے۔ یہ سچی اور صحیح بات ہے۔ پس راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو۔ کوٹھڑی کے دروازے بند کر کے تنہائی میں دعا کرو کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اپنا معاملہ صاف رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل تمہارے شامل حال ہو۔ جو کام کرو نفسانی غرض سے الگ ہو کر کرو تا خدا تعالیٰ کے حضور اجر پاؤ۔

سوال بیعت کی حقیقی غرض کو حاصل کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں کیا اصول بتائے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یاد رکھو! نری بیعت سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس رسم سے راضی نہیں ہوتا جب تک کہ حقیقی بیعت کے مفہوم کو ادا نہ کرے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بیعت کے حقیقی منشاء کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ یعنی تقویٰ اختیار کرو۔ قرآن شریف کو خوب غور سے پڑھو اور اس پر تدبر کرو اور پھر عمل کرو کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نرے اقوال اور باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کے احکام کی پیروی کی جاوے۔ اور اس کے نواہی سے بچتے رہو۔ اور یہ ایک ایسی صاف بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بھی نری باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی خدمت ہی سے خوش ہوتا ہے۔

سوال سچے اور جھوٹے مسلمان کے درمیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرق بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: سچے مسلمان اور جھوٹے مسلمان میں یہی فرق ہوتا ہے کہ جھوٹا مسلمان باتیں بناتا ہے کرتا کچھ نہیں اور اس کے مقابلے میں حقیقی مسلمان عمل کر کے دکھاتا ہے، باتیں نہیں بناتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میرے لئے عبادت کر رہا ہے اور میرے لئے میری مخلوق پر شفقت کر رہا ہے تو اس وقت اپنے فرشتے اس پر نازل کرتا ہے اور سچے اور جھوٹے مسلمان میں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے فرقان رکھ دیتا ہے۔

سوال قرآن مجید پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: قرآن کریم کو بھی غور سے پڑھو، اس پر تدبر کرو، سوچو اور اس میں دیئے گئے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ اگر ہمیشہ کی ہدایت پانی ہے، ہمیشہ سیدھے راستے پر چلنا ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کا لطف اٹھانا ہے تو پھر اس تعلیم پر عمل کرنا بھی ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں دی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت 10) یقیناً یہ قرآن اس (راہ) کی طرف ہدایت دیتا ہے جو سب سے زیادہ قائم رہنے والی ہے اور ان مومنوں کو جو نیک کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کیلئے بہت بڑا اجر (مقدر) ہے۔

سوال قرآن مجید کی اہمیت اور برکات کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت ہے اس کی دعوت سے جس قدر ہو سکے فائدہ اٹھاؤ۔ یقیناً قرآن اللہ کی رسّی اور نور مبین ہے اور نفع بخش شفا ہے۔ اور حفاظت کا ذریعہ ہے ہر اس شخص کیلئے جو اس کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے۔ اور نجات ہے اس کیلئے جو اسکی پیروی کرتا ہے۔ قرآن کریم کے عجائبات ختم نہیں ہوتے، پڑھنے والا اس کو بار بار پڑھنے سے اکتاتا نہیں پس تم اس کو پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی تلاوت کے نتیجہ میں ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب دیتا ہے۔

سوال قرآن مجید کی اہمیت و برکات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ نیز فرمایا: تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ ایک اور موقع پر فرمایا: قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے ”اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ“ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کوتونو، بینن (مغربی افریقہ) کی جماعت کو کیا نصائح فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ خوبصورت مسجد (مسجد بیت الوحید) جو آپ نے بنائی ہے اور جس میں آج جمعہ پڑھ رہے ہیں، یہ بھی آپ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کیلئے بنائی ہے اب اس مسجد کو بھی بھرنا آپ کا کام ہے اور اپنے گھروں کو بھی دعاؤں سے لبریز رکھنا آپ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا عبادت گزار بندہ بنائے۔ ایسا بندہ جس سے اس کا دوستی کا معاملہ ہو۔ یاد رکھیں دوستوں کی خاطر قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں یہ نہ ہو کہ جب خدا ہم سے قربانی مانگے تو ہم پیچھے ہٹنے والے ہو جائیں۔ نہیں بلکہ کامل وفا کے ساتھ اپنے پیارے خدا کے ساتھ چمٹے رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی ہوئی اس کامل اور مکمل کتاب کو ہمیشہ اپنا رہنما بنائے رکھیں۔ اس پر عمل کرنے والے بھی ہوں اور اس کا پرچار کرنے والے بھی ہوں۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

عبدالحق کی پیشگوئی اور اشتہار میں لڑکا ہونیکا اعلان سب کچھ بےکار گیا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اعتراض تو تمہاری حالت پر وارد ہوتا ہے کہ مُنہ سے نکالا کہ خدا کے فضل سے میرے لڑکا ہوگا اور اس پیشگوئی کو اشتہار میں شائع کیا اور پھر وہ لڑکا اندر ہی اندر تحلیل پا گیا، باہر آنا اُس کو نصیب نہ ہوا۔ کاش وہ مُردہ ہی پیدا ہوتا تا تمہارے ہاتھ میں کچھ تو بات رہ جاتی۔ یہ بھی مباہلہ کا بد اثر تم پر پڑا کہ اولاد سے نامراد رہے۔ غرض میرے گھر میں تو اولاد کی بشارت کے بعد چار لڑکے ہوئے اور ہر ایک لڑکے کی پیدائش سے پہلے خدا نے خبر دی جس کو میں نے ہزارہا لوگوں میں شائع کیا مگر تم بتلاؤ کہ تمہارے گھر میں کیا پیدا ہوا۔ (تحفہ غزنویہ، روحانی خزائن، جلد 15 صفحہ 555)

چوتھے لڑکے کی پیدائش کی پیشگوئی خوب زور و شور سے کی گئی تھی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ پیشگوئی کہ اِس عاجز کے گھر میں چار لڑکے پیدا ہوں گے اور عبدالحق غزنوی ابھی زندہ ہوگا کہ چوتھا لڑکا پیدا ہو جائے گا کس زور سے بذریعہ اشتہارات شائع کی گئی تھی اور کیسی صفائی سے پُوری ہوئی مگر کون اس پر ایمان لایا اور یہ سب نشان صرف دو چار نہیں بلکہ ڈیڑھ سو سے بھی زیادہ نشان ہیں۔ اگر ان نشانوں کے گواہ جنہوں نے یہ نشان دیکھے جواب تک زندہ موجود ہیں صف باندھ کر کھڑے کئے جائیں تو ایک بھاری گورنمنٹ کے لشکر کے موافق اُن کی تعداد ہوگی۔ اب کس قدر ظلم ہے کہ اس قدر نشانوں کو دیکھ کر پھر کہے جاتے ہیں کہ کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ (نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18، صفحہ 407)

عبدالحق منقطع النسل رہا جو مرنے کے حکم میں ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ایسا ہی عبدالحق غزنوی اُٹھا اور اس نے مباہلہ کر کے اپنی بد دعاؤں سے میرا استیصال چاہا سو جس قدر ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی ہوئی اُس کے مباہلہ کے بعد ہوئی۔ کئی لاکھ انسان تابع ہو گئے کئی لاکھ روپیہ آیا قریباً تمام دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہو گئی یہاں تک کہ غیر ملکوں کے لوگ میری جماعت میں داخل ہوئے اور کئی لڑکے بعد میں پیدا ہوئے مگر عبدالحق منقطع النسل رہا جو مرنے کے حکم میں ہے۔ اور ایک ذرّہ کے برابر خدا تعالیٰ کی طرف سے اُس کو برکت نہ ملی اور نہ بعد میں اُس نے کوئی عزت پائی اور اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کا پورا مصداق ہو گیا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 348)

عبدالحق آخر اَبتر رہا، اس پر مباہلہ کا پورا پورا اثر پڑا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: عبدالحق غزنوی کو مباہلہ کے بعد میں نے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں بار بار مخاطب کر کے لکھا ہے کہ اگر تم اپنی دعا سے مباہلہ کے اثر سے بچ سکتے ہو تو کوشش کرو کہ تمہارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا ہو جائے تا تم ابتر نہ رہو جو مباہلہ کا اثر سمجھا جائے گا۔ پس اس قدر تاکید پر ضرور اُس نے مباہلہ کے بعد دعائیں کی ہوں گی آخر ابتر رہا پس اس سے زیادہ اور کیا نشان ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 348، حاشیہ)

چودہ برس گزرنے کے بعد بھی عبدالحق کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرا بھائی مر گیا ہے اور اسکی بیوی سے میں نے نکاح کیا ہے اور اسکو حمل ہو گیا ہے اور اب اسکو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اُس حمل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور ابتک وہ باوجود گزرنے چودہ برس کے نامرادی اور ذلّت کی زندگی بھگت رہا ہے اور برخلاف اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میری شہرت ہو گئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مر گئے اور ہزارہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 444، حاشیہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اب کوئی مولوی ہمیں سمجھاوے کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد کونسی عزت دنیا میں پائی۔ کونسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔ کونسے مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کون سی علمی فضیلت کی پگڑی اس کو پہنائی گئی۔ صرف فضول گوئی کے طور سے ایک بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تا یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے مگر اس کی بدبختی سے وہ دعویٰ بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے میرے الہام کو پورا کر کے مجھے لڑکا عطا کیا۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم رُخ جلد 11 صفحہ 316، حاشیہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: عبدالحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اسکے گھر میں پیدا ہوگا اور میں نے بھی خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ اشتہار انوار الاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے لڑکا عطا کریگا سو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہو گیا۔ جسکا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہئے کہ اسکا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ کیا اسکے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اسکو پورا کر دیا۔ (ایضاً صفحہ 311، حاشیہ)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور انعامی چیلنج کا ذکر کریں گے۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم میر انصار اللہ صاحب کا ذکر خیر

(میر مظہر الحق، جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم میر انصار اللہ صاحب ابن ایس.ایم جعفر صادق صاحب ناظم مجلس انصار اللہ ضلع شموگہ و چتر درگہ (صوبہ کرناٹک) مورخہ 20/جون 2021 بروز اتوار بمقام شموگہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو چند دن قبل کورونا وائرس کا حملہ ہوا تھا جس کی وجہ سے lungs بہت متاثر ہوگئے، فوری طور پر انہیں ICU میں admit کیا گیا اور ventilation میں بھی رکھا گیا تھا۔ افسوس کہ مورخہ 20/جون 2021 کو صبح Heart Attack کی وجہ سے انکی وفات ہوگئی۔

آپ مکرم ایس ایم جعفر صادق صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ شموگہ کے بیٹے تھے۔ آپ کی پیدائش 29/جولائی 1957 کو بمقام شموگہ ہوئی۔ موصوف بہت ہی نیک، صالح، ہمدرد، سب کے ساتھ پیار محبت سے رہنے والے خوش اخلاق اور مہمان نواز تھے۔

آپ نے سیکرٹری جائیداد کے طور پر خدمت سرانجام دی اسی طرح آپ جنوری 2020 سے مجلس انصار اللہ ضلع شموگہ و چتر درگہ کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ جب آپ ناظم ضلع بنے تو آپ کے ذریعہ ضلع چتر درگہ کی دو جماعتوں میں تنظیم مجلس انصار اللہ کا قیام عمل میں آیا۔ مجلس کے کاموں میں بہتری پیدا کرنے کیلئے ہمیشہ ضلع کے زعماء، مبلغین و معلمین سے رابطہ کرتے اور تمام کے ساتھ ہر ممکن تعاون فرماتے۔ جماعتی خدمات کو پوری ذمہ داری سے ادا کرنے والے، خلافت احمدیہ سے بے لوث محبت رکھنے والے، عہدیداران کی عزت کرنے اور کروانے والے تھے۔

آپ نے اپنے پیچھے اہلیہ ایک بیٹا ایک بیٹی والدہ 9 بھائی اور نواسیاں پسماندگان چھوڑے ہیں۔ آپ کی تدفین مورخہ 20/جون 2021 کو بعد نماز ظہر احمدیہ قبرستان شموگہ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ خاکسار کے چھوٹے بھائی کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

......☆......☆......☆......

قادیان کے تعلیمی ادارہ جات میں لیڈی ٹیچرز کی ضرورت ہے

تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول و نصرت گرلز ہائی اسکول میں Physical Education, Punjabi, Physics, Mathematics, English, Computer, Hindi مضامین پڑھانے کیلئے لیڈیز ٹیچر کی کچھ اسامیاں پُر کی جانی مطلوب ہیں۔ سلسلہ کی خدمت کا جذبہ اور مطلوبہ تعلیمی قابلیت رکھنے والی خواہشمند اُمیدوار نظارت دیوان کی طرف سے مطبوعہ کوائف فارم پُر کر کے اپنی درخواستیں جمع کرواسکتی ہیں۔ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) P.G.T (پوسٹ گریجویٹ ٹیچر) Physics تعلیمی قابلیت: متعلقہ مضمون میں 55% نمبرات کے ساتھ پوسٹ گریجویشن اور B.Ed. کے ساتھ کسی گورنمنٹ سے منظور شدہ ادارے میں 2 سال کا پڑھانے کا تجربہ ہو

(2) T.G.T (ٹرینڈ گریجویٹ جنرل لائن ٹیچر) تعلیمی قابلیت: 55% نمبرات کے ساتھ گریجویشن اور B.Ed. کے ساتھ گورنمنٹ سے منظور شدہ کسی ادارے میں 3 سال کا پڑھانے کا تجربہ ہو (پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی)

(3) کمپیوٹر ٹیچر تعلیمی قابلیت: متعلقہ مضمون میں گریجویشن (B.C.A) 55% کے ساتھ ہو، اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو۔ پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی

(4) Physical Education Teacher تعلیمی قابلیت: متعلقہ مضمون میں گریجویشن (B.P.Ed) 55% کے ساتھ ہو، اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو۔

☆ CTET یا TET کوالیفائیڈ امیدوار کو ترجیح دی جائیگی ☆ اُمیدوار کی عمر 20 سال سے کم اور 40 سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر کی حد میں چھوٹ پر غور ہوسکتا ہے ☆ صرف انہی اُمیدواران کی سلیکشن پر غور ہوگا جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کی طرف سے لئے جانے والے تحریری امتحان اور زبانی انٹرویو میں کامیاب ہونگے اور نور ہسپتال کی طبی رپورٹ کے مطابق صحتمند ہوں گے ☆ Selection کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا ☆ انٹرویو کیلئے قادیان بلانے کی صورت میں آمد و رفت کے اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے ☆ انٹرویو کی تاریخ کے تعلق سے بعد میں اطلاع دی جائیگی ☆ مطبوعہ کوائف فارم، دفتر نظارت دیوان یا درج ذیل ایڈریس/Email سے حاصل کئے جاسکتے ہیں ☆ درخواستیں تعلیمی قابلیت و تجربہ کی اسناد (Self Attested) نقول کے ساتھ نظارت دیوان میں اعلان ہذا سے دو ماہ کے اندر اندر پہنچ جانی چاہئیں ☆ گزارہ الاؤنس و دیگر معلومات کیلئے درج ذیل ای میل و فون نمبرز پر دفتری اوقات کے دوران رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور Pin. 143516

موبائل: 09682587713, 09682627592 دفتر: 01872-501130

E-mail : diwan@qadian.in

(ناظر دیوان، صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ملکی رپورٹیں

ہفت روزہ آن لائن تربیتی کیمپ

وِشاکھاپٹنم : الحمد للہ جماعت احمدیہ وِشاکھاپٹنم صوبہ آندھرا پردیش میں آن لائن ہفتہ تربیتی کیمپ اور کلاسز مورخہ 12/جون تا 18 جون 2021 منعقد ہوئیں۔ کلاسز میں نماز سادہ اور باترجمہ مکمل سکھایا گیا، سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت پر روشنی ڈالی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے طریقے بتائے گئے، نیز بنیادی دینی معلومات بتائی گئیں۔ آخری دن ایک تربیتی جلسہ بھی منعقد کیا گیا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اطفال اور ناصرات کے دل میں نماز باجماعت کی محبت پیدا کردے اور سب کو سلسلہ کا مفید وجود بنائے۔ آمین۔ (نور الحق، مبلغ سلسلہ جماعت احمدیہ وِشاکھاپٹنم، صوبہ آندھرا پردیس)

تربیتی جلسہ مجلس انصار اللہ شموگہ

شموگہ : الحمد للہ مورخہ 27/جون 2021 بروز اتوار دوپہر ٹھیک 3 بجے مجلس انصار اللہ شموگہ صوبہ کرناٹک کے زیر اہتمام تربیتی جلسہ بذریعہ google meet منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس اجلاس میں مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب نائب صدر، صف دوم مجلس انصار اللہ بھارت بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ جلسہ کی صدارت مکرم محمد عبید اللہ قریشی صاحب نائب ناظم مجلس انصار اللہ ضلع شموگہ و چتر درگہ نے کی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم میر عبد السبحان صاحب نے کی، نظم مکرم شعیب احمد برہان صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکرم محمد عبد الغنی اشرف صاحب زعیم مجلس انصار اللہ نے پڑھ کر سنائی۔ ملفوظات اور ارشادات حضور انور مکرم ریحان پاشا صاحب نے سنائے۔ اس کے بعد مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ صف دوم بھارت نے خطاب فرمایا، اس کے بعد ایک تقریر ہوئی جو کہ مکرم میر اعظم ذکریا صاحب نائب زعیم مجلس انصار اللہ صف دوم نے کی، صدارتی خطاب و دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب نے افراد جماعت بالخصوص ممبران مجلس انصار اللہ کو خلیفۂ وقت کی اطاعت اور خلیفۂ وقت کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اسی طرح اس اجلاس میں محترم میر انصار اللہ صاحب ناظم ضلع شموگہ جن کی پچھلے دنوں وفات ہوگئی تھی ان کا بھی ذکر خیر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

(عبد الغنی اشرف، زعیم مجلس انصار اللہ جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

قرآن کریم میں اس قدر نور ہے کہ دُنیا کی کوئی روشنی اس کے نور کا مقابلہ نہیں کرسکتی

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

"جب ہم قرآن کو عزت دیں گے، اس کی روزانہ تلاوت کریں گے، اس کے مطالب پر غور کریں گے اور پیارے آقا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں تلاوت قرآن کریم کو اپنا لباس بنالیں گے تبھی ہم اس سے روحانی اور جسمانی شفاء پانے والے ہوں گے اور قرآن کریم ہمارے لئے رحمت کا باعث ہوگا۔ قرآن کریم ایک عظیم کتاب ہے اس میں اتنا حسن ہے کہ انسانی احساس اُس کا احاطہ نہیں کرسکتا......اور قرآن کریم میں اس قدر نور ہے کہ دُنیا کی کوئی روشنی اس کے نور کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔"

(خطبات ناصر، جلد 2، صفحہ 554، خطبہ جمعہ فرمودہ 28/مارچ 1969ء)

مرسلہ نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی قادیان

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133

طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 15 - July - 2021 Issue. 28

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اَے لوگو عمر اور اُس کی آل کیلئے خواہ وہ قریبی ہو یا دُور کا، اتنا ہی حق ہے جتنا عام مسلمانوں کا ہے اس سے زیادہ نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9/جولائی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ حضرت عمر نے باقاعدہ قضا کے صیغہ کا اجرا فرمایا۔ تمام اضلاع میں عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے۔ حضرت عمر نے قضا کے متعلق قانونی احکامات بھی صادر فرمائے۔ قاضیوں کے انتخابات میں ماہرین فقہ کو منتخب کیا جاتا۔ قاضیوں کی گراں قدر تنخواہیں مقرر فرماتے تا کہ کوئی غلط فیصلہ نہ کردے۔ دولت مند اور معزز شخص کو قاضی مقرر فرماتے تا کہ فیصلہ کے وقت کسی کے رعب میں نہ آسکے۔ حضرت عمر نے عدالت میں مساوات اور انصاف کا لحاظ رکھنے کی تلقین فرمائی۔ حضرت ابی بن کعب کا حضرت عمرؓ کے ساتھ کسی قسم کا جھگڑا تھا۔ حضرت ابی نے زید بن ثابت کی عدالت میں مقدمہ کر دیا۔ زید نے حضرت عمر اور ابی کو بلایا اور حضرت عمر کی تعظیم کی تو حضرت عمر نے فرمایا یہ تمہارا پہلا ظلم ہے یہ کہہ کر ابی کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے۔ یعنی کہ ہم دونوں فریق ہیں دونوں کو ایک طرح دیکھو اور ساتھ ساتھ بٹھاؤ نہ کہ مجھے عزت دو۔

حضرت عمر نے قانون شریعت سے واقفیت کیلئے محکمہ افتاء کا قیام فرمایا اور چند صحابہ کو نامزد فرمایا کہ ان کے علاوہ کسی سے فتویٰ نہیں لیا جائے گا۔ ان لوگوں کے سوا اگر کوئی اور فتویٰ دیتا تو حضرت عمر اسے منع کر دیتے تھے۔ حضرت عمر ان مفتیان کی بھی وقتاً فوقتاً جانچ کرتے رہتے تھے۔

اسی طرح حضرت عمر نے ملک میں امن قائم رکھنے کی خاطر پولیس کا محکمہ قائم فرمایا۔ حضرت عمر نے باقاعدہ جیلیں بھی بنوائیں۔ اس سے قبل جیلوں کا رواج نہیں تھا۔ مجرموں کو سخت سزائیں بھی دی جاتی تھیں۔ پھر اسی طرح بیت المال کا قیام ہے۔ 15 ہجری میں بحرین سے پانچ لاکھ کی رقم آئی تو حضرت عمر نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ اس رقم کا کیا کیا جائے۔ ایک رائے یہ تھی کہ سلاطین شام میں خزانے کا محکمہ قائم ہے چنانچہ اس رائے کو حضرت عمر نے پسند فرمایا اور مدینہ میں بیت المال کی بنیاد ڈالی۔ ان پر پہرے دار بھی مقرر کئے گئے تھے اس کیلئے سکیورٹی کا پورا انتظام تھا۔

بیت المال کے مال کی حضرت عمر خود حفاظت فرماتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ باہر قبہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اتنی شدید گرمی پڑ رہی تھی کہ دروازہ کھولنے کی بھی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اتنے میں میرے غلام نے مجھے کہا دیکھئے اس شدید دھوپ میں باہر ایک شخص پھر رہا ہے۔ میں نے پردہ ہٹا کر دیکھا تو مجھے ایک شخص نظر آیا جس کا منہ شدتِ گرمی کی وجہ سے جھلسا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ کوئی مسافر ہوگا مگر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ شخص میرے قبہ کے قریب پہنچا اور میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر ہیں۔ ان کو دیکھتے ہی گھبرا کر باہر نکل آیا اور میں نے کہا اس وقت گرمی میں آپ کہاں؟ حضرت عمر فرمانے لگے بیت المال کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا جس کی تلاش میں میں باہر پھر رہا ہوں۔

حضرت عمر ایک دفعہ بیت المال کا مال تقسیم کر رہے تھے کہ ان کی ایک بیٹی آ گئی اور اس نے اس مال میں سے ایک درہم اٹھا لیا اور وہ درہم اس نے اپنے منہ میں ڈال لیا۔ حضرت عمر نے انگلی ڈال کر اس کے منہ سے وہ درہم نکالا اور اس کو مال میں لا کر رکھ دیا اور کہا اے لوگو عمر اور اس کی آل کے لئے خواہ وہ قریبی ہو یا دور کا، اتنا ہی حق ہے جتنا عام مسلمانوں کا ہے اس سے زیادہ نہیں۔

حضرت عمر نے عوام الناس کی بھلائی اور بہتری کیلئے بہت سے کام سرانجام فرمائے۔ زراعت میں بہتری اور عوام کیلئے پانی کی فراہمی کیلئے نہریں کھدوائیں۔ نہر ابو موسیٰ: دریائے دجلہ سے نو میل لمبی نہر بنا کر بصرہ تک لائی گئی۔ نہر معقل: یہ نہر بھی دریائے دجلہ سے نکالی گئی تھی۔ نہر امیر المؤمنین: حضرت عمر کے حکم سے دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملایا گیا جس کے ذریعہ بحری جہاز مدینہ کی بندرگاہ جدہ تک پہنچ جاتے۔ یہ نہر انتیس میل لمبی تھی اور چھ ماہ کے عرصہ میں تیار کر لی گئی۔ حضرت عمرو بن عاص نے بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم کو آپس میں ملانے کا ارادہ کیا لیکن حضرت عمرؓ بعض وجوہ کی بنا پر اس پر رضامند نہ ہوئے اگر عمرو بن عاص کو اجازت مل جاتی تو یہ نہر سویز کی ایجاد عربوں کے حصہ میں آتی جو بعد میں بنائی گئی تھی۔

حضرت عمر نے عوام الناس کی سہولت کیلئے مساجد، عدالتیں، فوجی چھاؤنیاں، بیرکس، دفاتر سڑکیں پل، مہمان خانے، چوکیاں، سرائے وغیرہ بنوائے۔ اپنے دور خلافت میں متعدد نئے شہر آباد فرمائے۔ آپ نے بصرہ کوفہ فسطاط وغیرہ شہر آباد فرمائے۔ حضرت عمر نے مستحکم اور صحیح بنیادوں پر ان شہروں کی آبادکاری کی۔ ان کی سڑکوں اور راستوں کو وسیع رکھا بڑی کھلی سڑکیں تھیں اور نہایت بہترین انداز میں منظم کیا اور یہ طرز فکر ثابت کرتی ہے کہ آپ اس علم میں ماہر اور منفرد تھے۔

آپ نے باقاعدہ فوج کی ترتیب اور تنظیم سازی کی۔ مراتب کے لحاظ سے فوج کے رجسٹر بنوائے اور ان کی تنخواہیں مقرر فرمائیں۔ حضرت عمر کو فوج کی تربیت کا بہت خیال تھا۔ سرد اور گرم ممالک پر حملہ کرتے وقت موسم کا بھی خیال رکھا جاتا تھا۔ حضرت عمر نے سختی سے یہ ہدایات دی تھیں کہ ساری فوج تیراکی، تیر چلانا اور ننگے پاؤں چلنا سیکھے۔ ہر چار مہینے کے بعد سپاہیوں کو وطن جا کر اپنے اہل و عیال سے ملنے کیلئے رخصت دی جاتی تھی۔ یہ حکم تھا کہ اہل فوج رکاب کے سہارے سے سوار نہ ہوں بلکہ چھلانگ مار کے سوار ہوں۔ نرم کپڑے نہ پہنیں دھوپ سے بچیں اور حماموں میں نہ نہائیں۔ وہاں زیادہ آرام طلبی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ حضرت عمر بہار کے موسم میں فوج کو سرسبز و شاداب علاقوں میں بھیج دیتے تھے تا کہ وہاں ان کی تازہ فضا سے صحت بھی اچھی رہے۔ فوجی مرکز میں بیک وقت چار ہزار گھوڑے ہوتے تھے جن کی دیکھ بھال کی جاتی۔ حضرت عمر کے دور خلافت میں اسلامی فوج نے آلات جنگ میں ترقی کی نئے ساز و سامان مرتب کئے جن میں قلعہ شکن ہتھیار منجنیق اور دبابہ وغیرہ شامل تھے۔

حضرت عمر نے صیغہ جنگ کو جو وسعت دی تھی اس کیلئے کسی قوم اور ملت کی تخصیص نہ تھی۔ والنٹیئر فوج میں ہزاروں مجوسی شامل تھے جن کو مسلمانوں کے برابر تنخواہیں ملتی تھیں۔

اسلام نے قیمت کو ناجائز حد تک گرانے سے بھی منع کیا ہے کیونکہ طاقتور تاجر اس ذریعہ سے کمزور تاجروں کو تھوڑی قیمت پر مال فروخت کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اور ان کا دیوالہ نکلوانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر کے زمانے کا ایک واقعہ ہے کہ آپ بازار کا دورہ کر رہے تھے کہ ایک باہر سے آئے ہوئے شخص کو دیکھا وہ خشک انگور نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کر رہا تھا جس قیمت پر مدینہ کے تاجر فروخت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ یا تو اپنا مال منڈی سے اٹھا کر لے جاؤ یا پھر اسی قیمت پر فروخت کرو جس مناسب قیمت پر مدینہ کے تاجر فروخت کر رہے تھے۔ جو مدینہ کے تاجر تھے وہ زیادہ قیمت نہیں لے رہے تھے بلکہ مناسب قیمت تھی۔

ہجری کیلنڈر کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اس بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ نے حضرت عمر کی طرف لکھا کہ آپ کی طرف سے ہمیں خطوط آتے ہیں ان پر تاریخ وغیرہ درج نہیں ہوتی اس پر حضرت عمر نے لوگوں کو مشورہ کیلئے اکٹھا کیا۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ ایک شخص یمن سے آیا اور اس نے کہا میں نے یمن میں ایک چیز دیکھی جسے وہ تاریخ کہتے ہیں وہ اسے یوں لکھتے ہیں کہ فلاں سال اور فلاں مہینہ۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ عمدہ طریق ہے تم بھی تاریخ لکھو۔ ہجری تقویم کا آغاز کس نے کیا اس بارے میں متفرق آراء ہیں۔ پہلے قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تاریخ مرتب کرنے کا ارشاد فرمایا اور ربیع الاول میں تاریخ لکھی گئی اور مشہور بات اسکے برعکس یہ ہے کہ تاریخ تقویم ہجری حضرت عمر کے دور خلافت میں قائم ہوئی۔

مدینہ طیبہ کے بعض مؤرخین نے کہا ہے کہ سب سے پہلے اسلامی سکے حضرت عمر کے دور میں رائج ہوئے تھے۔ ان کے اوپر الحمد للہ کندہ تھا اور بعض پر محمد رسول اللہ اور بعض پر لا الہ الا اللہ وحدہٗ کندہ ہوتا تھا۔ علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر نے ہر شعبہ میں جو جو نئی باتیں ایجاد کیں ان کو مؤرخین نے یکجا لکھا ہے اور ان کو اولیات کہا جاتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔

(1) بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا (2) عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے (3) تاریخ اور سن قائم کیا جو آج تک جاری ہے (4) خلیفہ وقت کیلئے امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا (5) فوجی دفتر ترتیب دیا (6) والنٹیئرز کی تنخواہیں مقرر کیں (7) دفتر مال قائم کیا (8) پیمائش جاری کی (9) مردم شماری کروائی (10) نہریں کھدوائیں (11) شہر آباد کرائے (12) ممالک مقبوضہ کو صوبہ میں تقسیم کیا (13) عشور یعنی دسواں حصہ بطور ٹیکس مقرر کیا (14) دریا کی پیداوار پر محصول لگایا اور محصل مقرر کئے (15) تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی (16) جیل خانہ قائم کیا (17) درّہ کا استعمال کیا (18) راتوں کو گشت کر کے رعایا کے دریافت حال کا طریق نکالا (19) پولیس کا محکمہ قائم کیا (20) فوجی چھاؤنیاں قائم کیں (21) گھوڑوں کی نسلوں میں تمیز قائم کی (22) پرچہ نویس مقرر کئے (23) مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے آرام کیلئے مکانات بنوائے (24) لاوارث بچوں کی پرورش کیلئے روزینے مقرر کئے (25) مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے (26) یہ قاعدہ قرار دیا کہ اہل عرب گو کافر ہوں غلام نہیں بنائے جا سکتے (27) مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر کئے (28) مکاتب قائم کئے (29) معلم اور مدرسوں کی تنخواہیں مقرر کیں (30) حضرت ابوبکر کو اصرار کے ساتھ قرآن مجید کی ترتیب پر آمادہ کیا (31) قیاس کا اصول قائم کیا (32) فرائض میں عول کا مسئلہ ایجاد کیا (33) نماز تراویح جماعت سے قائم کی (34) تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جاتی تھیں طلاق بائن قرار دیا۔ یہ سزا کے طور پر کیا تھا (35) شراب کی حد کیلئے اسّی کوڑے مقرر کئے (36) تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی (37) بنوثعلب کے عیسائیوں پر بجائے جزیہ کے زکوٰۃ مقرر کی (38) وقف کا طریقہ ایجاد کیا (39) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر تمام لوگوں کا اجماع کر دیا (40) مساجد میں وعظ کا طریقہ قائم کیا (41) اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں (42) مساجد میں راتوں کو روشنی کا انتظام کیا (43) ہجو کرنے پر تعزیر کی سزا قائم کی (44) غزلیہ اشعار میں عورتوں کے نام لینے سے منع کیا۔ علامہ شبلی لکھتے ہیں کہ اس کے سوا اور بھی عمر کی اولیات ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ ذکر ابھی چل رہا ہے آئندہ بھی انشاء اللہ بیان ہوگا۔ اس کے بعد حضور انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکر خیر فرمایا: مکرم سرپیتو ہادی سسوویو صاحب انڈونیشیا، مکرم چوہدری بشیر احمد بھٹی صاحب ابن الہ داد صاحب گھوڑ وضلع ننکانہ صاحب، مکرم حمید اللہ خادم ملہی صاحب ابن چوہدری اللہ رکھا ملہی صاحب دارالنصر غربی ربوہ، مکرم محمد علی خان صاحب پشاور ابن مکرم شریف اللہ خان صاحب، مکرم صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب میری لینڈ امریکہ، مکرم فیضان احمد سمیر ابن شہزاد اکبر صاحب ربوہ۔ نماز جمعہ کے بعد حضور انور نے ان تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad